نمبر ۵۶ | مؤرخہ ۸ نومبر ۱۹۳۲ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۸ رجب ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

قادیان میں سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان جلسہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں ۶۔ نومبر کو کل جماعت احمدیہ قادیان کے زیر اہتمام سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جلسہ منعقد ہوا۔ سب سے پہلے تعلیم الاسلام ہائی سکول کی گراؤنڈ میں ایک شاندار جلوس مختلف ٹولیوں کی شکل میں ترتیب دیا گیا۔ جو تعداد میں پچیس تھیں جن میں بعد میں اضافہ ہوتا گیا۔ احمدیہ والنٹیئرز کور کے نوجوان اور دکانداران صدر انجمن احمدیہ باوردی شامل ہوئے۔ جلوس کے گزرنے کے راستہ پر اندرون قصبہ میں کاغذی جھنڈیاں لگائی گئیں۔ اور جلسہ گاہ کو بھی جھنڈیوں اور خوبصورت قطعات سے سجایا گیا۔ صبح ۹ بجے کے قریب جلوس کی مختلف پارٹیاں جو کئی ہزار اصحاب پر مشتمل تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختلف نعتیہ اشعار اور صلِّ علٰی نبینا صلِّ علٰی محمدٍ پڑھتے۔ اسلام زندہ باد اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتی ہوئی قصبہ میں داخل ہوئیں۔ اور جلوس [illegible] بازار سابق تکیہ خانہ۔ گلی کمہاراں سے ہوتا ہوا مسجد مبارک کے پاس چوک میں پہونچا۔ جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک کی چھت سے جلوس کا ملاحظہ فرمایا۔ ہر پارٹی اپنے جھنڈے کے ساتھ جس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں مختلف اشعار درج تھے جیسے "محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے۔ کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے"۔ "اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس۔ بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ"۔ "وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا" "محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ" الخ حضور کے سامنے سے گزری۔ بالآخر جلوس جلسہ گاہ واقع میدان ہائی سکول میں پہنچکر گیارہ بجے ختم ہوا۔

اس کے بعد حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کی صدارت میں پہلا اجلاس شروع ہوا۔ جس میں تلاوت قرآن اور نعت خوانی کے بعد مدرسہ احمدیہ کے طلباء میں سے نور احمد۔ مبارک احمد۔ عبد اللطیف۔ محمود علی۔ بشیر احمد۔ عبد اللطیف اور نور الحق نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل پر پانچ پانچ منٹ تقریریں کیں جامعہ احمدیہ کے ایک لڑکے روشن الدین نے بھی چند منٹ تقریر کی۔ اور بارہ بجے پہلا اجلاس برخاست ہوا۔

دوسرا اجلاس زیر صدارت جناب میر قاسم علی صاحب ۲ بجے کے بعد شروع ہوا۔ چونکہ پہلے اجلاس میں بوجہ وقت کی کمی کے وہ تمام لڑکے تقریریں نہیں کر سکے تھے جو اس غرض کے لئے منتخب کئے گئے تھے۔ اس لئے دوسرے اجلاس کی ابتداء میں انہیں موقعہ دیا گیا۔ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے حسب ذیل چار طلباء نے تقاریر کیں۔ محمد ہاشم۔ محمد شریف۔ سید علی شاہ۔ محمد اسحاق۔ اس کے بعد ایک نعتیہ مشاعرہ ہوا۔ جس میں مقامی شعراء نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں اپنا کلام سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ مشاعرہ کے بعد نماز عصر کے لئے دوسرا اجلاس برخاست ہوا۔

تیسرا اجلاس بعد نماز عصر شروع ہوا۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے پونے پانچ بجے کے قریب مقررہ مضامین پر تقریر شروع فرمائی۔ جو چھ بجے شام ختم ہوئی۔ مردانہ جلسہ گاہ کے ساتھ مستورات کے لئے برعایت پردہ نشست گاہ بنائی گئی تھی۔ مستورات کا جلسہ علیحدہ بھی لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام بصدارت سیدہ ام ناصر احمد حرم اول حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ہائی سکول کے ہال میں ۱۰ بجے سے ۲ بجے تک منعقد ہوا۔ جس میں بہت سی خواتین نے سیرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تقریریں کیں۔ رات کو چراغاں کیا گیا۔ غرض خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ نہایت

اخبار احمدیہ

امریکہ ۔ افریقہ اور انگلینڈ کے نومسلم

ماہ اکتوبر ۱۹۳۲ء میں مغربی ممالک کے حسب ذیل اصحاب احمدی مبلغین کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔

۱ - ول ہیمکن ہونسو سٹی (امریکہ) ۹ - سلیمان آمینڈی کرئی نیگیوس (افریقہ)
۲ - چارلس کلیو لینڈ " " ۱۰ - آرتھی یاد حسن " "
۳ - مسٹر ای ۔ ڈبلیو ۔ سیکلین " ۱۱ - سلیمان آمینڈی یوسف " "
انڈیا ناپولس (امریکہ) ۱۲ - طیبات اجینی خالو ہم " "
۴ - سیموئیل ڈریک " " ۱۳ - آئی آر آڈبوک سیڈی " "
۵ - ارنسٹ انگیز نیڈار " " ۱۴ - مولکٹ موزشکی اموسو " "
۶ - ہین نوٹی ولیمس " " ۱۵ - محمد یوشا ابراہیم " "
۷ - چارلس کیل مین " " ۱۶ - سوہا بشیر الدین آنو وپ " "
۸ - پالین کینیڈی " " ۱۷ - ای لین میری ماہونی ۔ لسٹڈن

البشارۃ الاسلامیۃ الاحمدیۃ

احباب کرام! اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس عربی سہ ماہی رسالہ کا تیسرا نمبر ۳۰ اکتوبر کو شائع ہو گیا ہے ۔ کاغذ چھپائی عمدہ ۔ ۶۰ صفحہ حجم ہے ۔ مضامین ٹھوس ۔ اور مدلل ہیں ۔ جو دوست عربی جانتے ہوں ۔ انہیں اس رسالہ کا ضرور خریدار بننا چاہیئے ۔ سالانہ قیمت صرف دو روپے ہے ۔ جو بذریعہ پوسٹل آرڈر یا نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کی معرفت بھیجی جا سکتی ہے ۔ جو دوست عربی نہ جانتے ہوں ۔ لیکن ان کی خواہش ہو ۔ کہ اہل عرب تک پیغام حق پہونچانے میں ان کا خاص حصہ ہو ۔ وہ حسب توفیق اعانت فرما سکتے ہیں ۔ والاجر علی اللہ ۔ ذیل میں تازہ نمبر کے مضامین کی فہرست درج کی جاتی ہے :-

(۱) سید الانبیاء ۔ المقارنۃ بین موسٰی وعیسٰی ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (۲) معجزتان فی الخمس ۔ معجزۃ المسیح ومعجزۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (۳) حقیقۃ الاناجیل وکتابہا ۔ (۴) الطائفۃ السامایۃ (۵) ہل من جواب عندکم؟ (۶) المحادثۃ مع العلامۃ الکرملی (۷) مقاصد الحرکۃ الاحمدیۃ (۸) التبشیر الاسلامی فی امریکا ۔ (۹) معنی خاتم النبیین (۱۰) الجماعۃ الاحمدیۃ والانکلیز (۱۱) مناظرۃ ودیۃ (۱۲) شذرات ۔

امید ہے ۔ کہ احباب کرام اس رسالہ کی خریداری منظور فرما کر ممنون فرمائیں گے ۔ چوتھا نمبر انشاء اللہ تعالیٰ اوائل دسمبر ۱۹۳۲ء میں شائع ہوگا ۔ وباللہ التوفیق :-

خاکسار ابو العطاء اللہ دتا ۔ جالندھری ۔ شارع البرج ۔ حیفا ۔ فلسطین ۔

علی پور میں عیسائیوں سے مناظرہ

۶ - اکتوبر ۱۹۳۲ء علی پور میں عیسائیوں سے مناظرہ ہوا ۔ مضمون زیر بحث یہ تھا ۔ کہ کیا یسوع مسیح ہی تمام دنیا کا منجی ہے ۔ عیسائیوں کے مناظر مسٹر سوہن لال ۔ بی ۔ اے ۔ اور ہماری طرف سے مولوی عبد الاحد صاحب مولوی فاضل تھے ۔ عیسائیت کو خدا کے فضل سے شکست فاش ہوئی کیونکہ ان کا مناظر ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنے کے سوا ہمارے دلائل کی کوئی تردید نہ کر سکا

پنڈی چری میں جلسہ

۱۶ - ۱۷ - اکتوبر ۱۹۳۲ء پنڈی چری (شیخوپورہ) میں جماعت احمدیہ کا جلسہ ہوا ۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور اور گیانی واحد حسین صاحب نے مختلف موضوعات پر دلچسپ تقریریں کیں ۔

شیخ پور ضلع گجرات میں جلسہ

شیخ پور ۔ ضلع گجرات میں ۲۵ - اکتوبر جلسہ ہوا ۔ پہلے اجلاس میں مولوی محمد نذیر صاحب ملتانی ۔ اور مولوی دل محمد صاحب نے نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تقریر کی ۔ دوسرے اجلاس میں مولوی عبد الغفور صاحب نے قرآن پاک کی طرف حاضرین کو متوجہ کیا مولوی عبد الاحد صاحب مولوی فاضل صدارت کے فرائض انجام دیتے رہے بہت اچھا اثر ہوا ۔ بعض لوگ احمدیت کے قریب آ گئے ہیں ۔ ایک صاحب نے بیعت کا اعلان کیا ۔

درخواست ہائے دعا

۱ - مولوی محمد صادق صاحب مبلغ سماٹرا اپنے لئے اور اپنے اقارب اور اہل و عیال کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں ۔ ان کی اہلیہ صاحبہ بھی بیمار ہیں ۔ اُن کی صحت کے لئے دعا فرمائی جائے ۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ ۔ قادیان ۔

۲ - میں عرصہ سے بے کار ہوں ۔ مالی حالت حد سے زیادہ کمزور ہے احباب دعا فرمائیں ۔ کہ خداوند کریم میری مشکلات دور کرے ۔ خاکسار اکرام اللہ ۔ وزیر آباد :

۳ - میرا بڑا بھائی شفیق محمد خاں پبلک سروس کمیشن کے امتحان میں ۱۸ - نومبر کو شامل ہوگا ۔ دوسرا بھائی احمد ایف ۔ اے کے امتحان میں شامل ہوگا ۔ دوسرے لڑکے متفرق کلاسوں کے امتحان میں شامل ہونگے ۔ خدا تعالیٰ سب کو پاس کرے ۔ خاکسار احقر محمود حسن از دہلی ۔

جنازہ غائب

۱ - صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی ایم ۔ اے تحریر فرماتے ہیں ۔ کہ نہایت رنج و افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے ۔ کہ جماعت انڈیا ناپولس (امریکہ) کے ہیڈ برادر توفیق احمد صاحب ایک طویل علالت کے بعد ۱۸ - ستمبر ۱۹۳۲ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحوم نہایت صالح ۔ اور متقی تھے ۔ اسلام اور احمدیت کی محبت ان کے رگ و ریشہ میں راسخ تھی ۔ خدمت اسلام کے لئے ایک والہانہ جوش رکھتے تھے ۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں ۔ اور دعائے مغفرت کریں

۲ - ۲۹ - اکتوبر ۱۹۳۲ء میاں نظام الدین صاحب انتقال کر گئے ہیں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی ۔ احباب دعائے مغفرت کریں ۔ خاکسار چراغ الدین ۔ از گوکھووال ۔ ضلع لائل پور :

۳ - نہایت ہی رنج اور افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے ۔ کہ ۱۰ - اکتوبر ۱۹۳۲ء کو ڈاکٹر محمد جان صاحب کا انتقال ہو گیا ہے ۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں ۔ خاکسار سید محمد عبد الرحیم ۔ لدھیانہ :

سپرنٹنڈنٹ و انسپکٹر پولیس گجرات

کے خلاف

صدائے احتجاج

۲۹ - اکتوبر کے ایک جلسہ میں جس میں جماعت ہائے احمدیہ ضلع گجرات کے نمائندے شریک تھے حسب ذیل قرار دادیں پاس کی گئیں ۔

۱ - جماعت ہائے احمدیہ ضلع گجرات کا یہ جلسہ میاں محمد سعید صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع گجرات و چوہدری احمد علی سب انسپکٹر پولیس تھانہ صدر گجرات کے اس غیر منصفانہ رویہ کے خلاف متفقہ پر زور صدائے احتجاج بلند کرتا ہے ۔ جس کا اظہار انہوں نے موضع معین الدین پور میں ایک احمدی کے مکان پر بتاریخ ۲۹ - اکتوبر ۱۹۳۲ء جماعت احمدیہ کے تبلیغی جلسہ کے انعقاد کو روک کے ۔ اور بیرون احمدیوں کو گاؤں مذکور میں داخل ہونے سے منع کرنے سے کیا ::

۲ - جماعت احمدیہ کا یہ جلسہ قرار دیتا ہے ۔ کہ افسران مذکور کا یہ رویہ سراسر جانبدارانہ تھا ۔ اور پولیس نے شریروں کو فساد انگیزی میں امداد دے کر جماعت احمدیہ کے خلاف شرارت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھول دیا ہے ۔

۳ - یہ جلسہ پولیس کی اس دانستہ لاپرواہی کے خلاف پر زور صدائے احتجاج بلند کرتا ہے ۔ کہ ان کی موجودگی میں چند نہتے احمدیوں کو جو جلسہ میں شامل ہونے کے لئے مختلف اطراف سے آ رہے تھے ۔ بعض شریروں نے پیٹا ۔ اور اُن کے کپڑے چھین لئے مگر پولیس نے باوجود کافی تعداد میں ہونے کے باوجود کوئی کارروائی نہ کی ::

۴ - جماعت ہائے احمدیہ ضلع گجرات کا یہ جلسہ جناب شیخ عظمت اللہ صاحب آنریری مجسٹریٹ وسول جج گجرات کا دلی شکریہ ادا کرتا ہے ۔ جنہوں نے قیام امن کے لئے ہر قسم کی ممکن امداد بہم پہونچانے کی کوشش کی ۔ مگر افسوس کہ وہ کامیاب نہ ہو سکے ::

عبد الغفور سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ گجرات شہر ::

چندہ کشمیر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے چندہ کشمیر کے متعلق خاص خصوصیت سے اس امر پر زور دیا ہے ۔ کہ کارکن احباب ہر احمدی سے بشرح ایک آنہ فی روپیہ ماہوار کم از کم ۳۰ - اپریل ۱۹۳۳ء تک وصول کر کے مرکزی چندوں کے ساتھ ارسال کریں ۔ وہاں یہ بھی فرمایا ہے ۔ کہ یہ چندہ دوسرے مسلمانوں سے بھی وصول کرنا چاہیئے ایک عرصہ سے احباب کرام کو متوجہ کیا جا رہا ہے ۔ گو ابھی تک رفتار سست ہے لیکن معلوم ہوتا ہے ۔ کہ توجہ ہو رہی ہے ۔ چنانچہ اس ہفتہ میں میاں احمد دین صاحب زرگر [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۵۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۸ نومبر ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

جناب چودھری ظفر اللہ خانصاحب کا بلا مقابلہ انتخاب

"زمیندار" وغیرہ مخالفین کی ناکامی

مسلمانوں کو اتحاد کی ضرورت

ایک عرصہ سے اس بات کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ کہ مسلمانانِ ہند کو اپنے سیاسی اور ملکی حقوق کی حفاظت اور قومی مقاصد کے حصول کے لئے متحدہ اور متفقہ جد و جہد کرنی چاہیئے۔ اور مذہبی عقائد کے اختلاف کو مخالفت کی بنا قرار دے کر اتحاد و اتفاق میں رخنہ اندازی نہیں کرنی چاہیئے۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی ضروری ہے کہ قومی خدمت کی قابلیت و اہلیت رکھنے والے اصحاب کے رستہ میں اختلاف عقائد کی وجہ سے روڑا نہ اٹکایا جائے۔ بلکہ انہیں موقعہ دیا جائے۔ کہ ملک اور قوم کی خاطر خدمات سرانجام دے سکیں ؛

فتنہ پرداز لوگ

اگرچہ اس بات کی اہمیت کو مسلمانوں کا فہیم اور دُور اندیش طبقہ تسلیم کر چکا ہے۔ اور نہ صرف تسلیم کر چکا ہے۔ بلکہ عملی طور پر بھی اس کا ثبوت پیش کر رہا ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو ذاتی اور نفسانی اغراض کے ماتحت ہر موقعہ پر اختلاف عقائد کو پیش کر کے مسلمانوں میں اختلاف و انشقاق پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور ان کی یہ فتنہ اندازی اس وقت بہت ہی بڑھ جاتی ہے۔ جب جماعت احمدیہ کا کوئی فرد ان کے مدنظر ہو ؛

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی مخالفت

جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے اس وقت تک اپنی شاندار قابلیت اور اہلیت کا جو ثبوت دیا ہے۔ اس کا اعتراف بڑے بڑے غیر مسلم سیاسی لیڈروں کو بھی کرنا پڑا ہے۔ اور مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کے لئے جو قابلِ تعریف خدمات سرانجام دی ہیں۔ ان کا اقرار ہر عقل و سمجھ رکھنے والے مسلمان کو ہے۔ لیکن باوجود اس کے جب حال ہی میں انہوں نے پنجاب کونسل میں اپنی سابقہ نشست خالی کرنے کے لئے جس سے وائسرائے ہند کی اگزیکٹو کونسل میں قائم مقام ممبر مقرر ہو جانے کی وجہ سے دست بردار ہو گئے تھے۔ پھر ممبر ہونے کا ارادہ کیا۔ تو اخبار "زمیندار" اور "حریت" نے محض اس بنا پر آپ کی مخالفت شروع کر دی۔ کہ آپ احمدی ہیں ؛

مخالفین کی ناکامی

اس غرض کے لئے اُس وقت تک انہوں نے اپنے صفحات وقف کر دیئے۔ جب تک انہیں پوری طرح یقین نہ ہو گیا۔ کہ ان کا سارا شور و شر صدا بصحرا سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ انہوں نے ایڈیٹوریل لکھے۔ چوکھٹے بنا بنا کر خلاف اعلان شائع کئے۔ جلی الفاظ میں پے بہ پے شور مچایا۔ اور جس طرح بھی ممکن تھا۔ مخالفت میں پورا زور صرف کر دیا۔ باوجود اس کے انہیں ایسی صاف اور صریح ناکامی ہوئی ہے۔ جس سے ایک طرف تو یہ ثابت ہو گیا۔ کہ ایسے فتنہ پرداز اخبارات کی جو مسلمانوں کو قابل ترین اصحاب کی قومی خدمات سے اختلاف عقائد کی بنا پر محروم رکھنا چاہتے ہیں۔ ایک کوڑی کے برابر بھی وقعت نہیں ہے۔ اور دوسری طرف یہ ظاہر ہو گیا۔ کہ مسلمان اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے قابلیت اور اہلیت رکھنے والوں کی قدر کرنا جانتے ہیں ؛

کس قدر مخالفت کی گئی

اس موقعہ پر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ "زمیندار" اور "حریت" کے بعض اقتباسات پیش کر کے بتایا جائے۔ کہ انہوں نے جناب چودھری صاحب کے خلاف کس طرح ناخنوں تک کا زور لگایا۔ کس طرح مسلمانوں کو اشتعال دلانے کی کوشش کی۔ اور کیونکر دھوکہ اور مغالطہ میں ڈالنا چاہا۔ لیکن باوجود اس کے ان کے ہاتھ سوائے ندامت۔ اور شرمندگی کے کچھ نہ آیا۔ اور ان پر واضح ہو گیا۔ کہ مسلمانوں میں اب ان کی دال نہیں گل سکتی ؛

"زمیندار" کی مخالفت کا ڈھنگ

"زمیندار" ۲۸ اکتوبر نے اپنے ایک ایڈیٹوریل میں جماعت احمدیہ کے متعلق حسب معمول غلط بیانیوں اور دروغ بافیوں سے کام لیتے ہوئے اور انتہائی طور پر اشتعال دلاتے ہوئے لکھا:۔

"ہم مسلمانوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا ان کی غیرت یہ برداشت کر سکتی ہے۔ کہ چودھری ظفر اللہ خاں کونسل میں بلا مقابلہ منتخب ہو جائیں کیا پنجاب میں ایک فقط چودھری ظفر اللہ خاں ہی بلا مقابلہ منتخب ہونے کے لئے رہ گئے ہیں۔ آخر مسلمانان پنجاب اپنے آزمودہ کار خدام کو کیوں نظر انداز کئے بیٹھے ہیں۔ کیا ملک برکت علی۔ خواجہ عبد الرحمٰن غازی۔ مولانا مظہر علی اظہر کا کونسل کی نشستوں پر حق نہیں ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں۔ کہ چودھری ظفر اللہ خاں کے حلقۂ انتخاب سے کوئی نائی یا میراثی اُٹھے۔ اور انہیں میدان مقابلہ میں ایسی شکست دے۔ کہ قادیانی جیتے جی یاد رکھیں۔ اور از بسکہ اسلام میں کامل مساوات ہے۔ اس لئے ہر کلمہ گو مسلمان پر فرض ہوگا۔ کہ وہ چودھری ظفر اللہ خان کے حریف کی پوری پوری اعانت کرے"۔

مندرجہ بالا اقتباس کا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے۔ کہ یہ مخالفت کا طوفان محض اس لئے اٹھایا گیا۔ کہ جناب چودھری ظفر اللہ خانصاحب احمدی ہیں۔ نہ اس لئے کہ آپ کی قابلیت۔ آپ کے تدبر اور آپ کی معاملہ فہمی پر کوئی اعتراض تھا۔ اور آپ سے زیادہ قابلیت رکھنے والا کوئی شخص کھڑا کیا جا سکتا تھا ؛

"زمیندار" کا زعم باطل

اس قسم کی بے ہودہ سرائی کرنے کے بعد "زمیندار" نے سمجھ لیا۔ کہ جو حکم اُس نے نافذ کر دیا ہے۔ اس سے سرتابی کی اسلامیان پنجاب کو کیونکر جرأت ہو سکتی ہے۔ وہ چودھری ظفر اللہ خانصاحب آپ ایسے قابل۔ اور مدبر انسان کے مقابلہ میں اپنا نمائندہ کسی نائی یا میراثی کو بنانے کے لئے فوراً تیار ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس زعم باطل کی بنا پر اُس نے یہاں تک لکھ دیا ہے۔ کہ

"چودھری ظفر اللہ خاں نے کونسل میں بلا مقابلہ انتخاب کی جو توقعات قائم کر رکھی تھیں۔ ان پر "زمیندار" کے پروپیگنڈے کا بے حد اثر ہوا ہے۔ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ چودھری ظفر اللہ خاں نے کونسل کی رکنیت کے لئے کھڑے ہونے کے فیصلہ کو سردست معرض التوا میں ڈال دیا ہے۔ معتبر حلقوں میں یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ جماعت احرار کا کوئی رکن چودھری ظفر اللہ خاں کے حلقۂ انتخاب سے کھڑا ہو گا"۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ "زمیندار" کو اپنے پراپیگنڈا پر کس قدر ناز تھا۔ اور اسے کتنا بڑا اثر قرار دیتا تھا ؛

ایڈیٹر صاحب پیشوا کی ناقابل فہم حرکت

"زمیندار" کے اس پراپیگنڈا میں۔ اسی کی وساطت سے دہلی کے رسالہ پیشوا کے ایڈیٹر صاحب نے بھی شرکت ضروری سمجھی چنانچہ لکھا:۔

"چودھری صاحب غالی قادیانی ہیں۔ اور قادیان کے خلیفۃ المسیح

مسلمانوں کے ساتھ جو غیر مسلمانہ برتاؤ روا رکھتے ہیں۔ وہ کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں۔ اس لئے پنجاب اور زندہ دل پنجاب۔ اور فرض شناس پنجاب۔ متحد اور پُرجوش پنجاب۔ اور مذہب پرست پنجاب کے مسلمانوں سے اسلام اپنا حق طلب کرتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ غیر مسلم عقائد کا پیرو پنجاب کونسل میں مسلمانوں کے نام پر نہ جانے پائے۔ (زمیندار ۹؍ اکتوبر)

قطع نظر اس سے کہ دہلی میں بیٹھے ہوئے ایڈیٹر صاحب "پیشوا" کو سیالکوٹ کے حلقہ انتخاب سے کیا تعلق۔ اور واسطہ۔ قابل تعجب امر یہ ہے۔ کہ یہی ایڈیٹر صاحب جن کے خیال میں "پنجاب کونسل" ایک ایسا متبرک مقام ہے۔ جہاں کسی احمدی کا "مسلمانوں کے نام پر" جانا اس مقام کی تقدیس کے سراسر خلاف ہے۔ اپنے رسالہ کے "رسول نمبر" کے لئے ہر سال بڑی منت وسماجت کے ساتھ احمدیوں سے مضامین کی درخواست کیا کرتے ہیں۔ اور پورے اہتمام کے ساتھ ان کے مضامین رسول نمبر کی زینت بنایا کرتے ہیں۔ اگر احمدی "مسلمانوں کے نام پر" "پیشوا" کے رسول نمبر میں مضامین لکھ سکتے۔ اور اس کے مسلمان مضامین نگاروں میں شمار کئے جا سکتے ہیں۔ تو کیا پنجاب کونسل "پیشوا" کے رسول نمبر سے بھی زیادہ مقدس اور متبرک ہے۔ کہ اس میں کسی احمدی کا جانا ایڈیٹر صاحب "پیشوا" کو گوارا نہ تھا۔

بہرحال یہ "زمیندار" اور اس کے نامہ نگاروں کا انداز مخالفت تھا۔

"حریت" کی مخالفت

دوسرے اخبار "حریت" نے تو کتم عدم سے سر نکالتے ہی یہ سمجھ لیا۔ کہ مسلمان اس کے ایک اشارہ کے منتظر ہیں۔ جو کچھ وہ کہے گا۔ اس سے سرمو تجاوز نہ کریں گے۔ اس بناء پر اُس نے اُٹھتے ہی یہ اعلان کر دیا۔ کہ

"ضلع سیالکوٹ کے مسلمانوں کو انتباہ۔ ظفر اللہ مرزائی کو ایک ووٹ بھی نہ ملنے پائے"

اور لکھا:-

"سنا گیا ہے۔ کہ ظفر اللہ کا پروگرام یہ ہے۔ کہ وہ پرچہ نامزدگی پر دستخط کر دینے کے بعد مختار نامہ خلیفہ قادیان کے حوالے کر دے۔ اور خود عمرہ لنڈن کے لئے روانہ ہو جائے۔ اسے معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ خداوند کریم کے فضل وکرم سے مسلمان وہ صورت حالات پیدا کر دینگے جس کی موجودگی میں خلیفہ بشیر کے لئے اس مضمون کا برقی تار روانہ کئے بغیر چارہ نہ ہوگا۔ کہ ظفر اللہ کو کوئی ووٹ نہیں مل سکا۔ اور اس کا زر ضمانت بحق سرکار دولت مدار ضبط ہو گیا ہے" (حریت ۷؍ اکتوبر)

معززین حلقہ سیالکوٹ

اس قسم کے پراپیگنڈا کے علاوہ اور بھی ہر رنگ میں کوشش کی گئی۔ کہ اول تو جناب چودھری صاحب اپنے حلقہ سے منتخب ہی نہ ہو سکیں۔ یا کم از کم بلامقابلہ منتخب نہ ہو سکیں۔ کسی نہ کسی کو کھڑا کر دیا جائے

لیکن حلقہ سیالکوٹ کے معززین کی معاملہ فہمی اور دور اندیشی کے مقابلہ میں ان لوگوں کے تمام کے تمام منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ کسی ایک شخص کو بھی مقابلہ میں کھڑے ہونے پر آمادہ نہ کر سکے۔ اور جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب پہلے کی طرح بلامقابلہ منتخب ہو گئے۔

اس کامیابی پر جہاں جناب چودھری صاحب موصوف۔ اور اُن کے حلقہ کے ووٹر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ وہاں ان لوگوں کے لئے جنہوں نے مخالفت کی۔ اس ناکامی میں بہت بڑی عبرت ہے۔ کاش اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور مسلمانوں میں فتنہ انگیزی سے باز آ جائیں۔

دیوالی میں دیویوں پر دست درازی

یوں تو ہندوؤں کی ہر ایک مذہبی تقریب اور تیوہار موجودہ زمانہ میں جسے تہذیب وتعلیم کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ قرون سابقہ کی جہالت کی مونہہ بولتی تصویر ہے۔ لیکن دیوالی اس پہلو سے خاص شہرت رکھتی ہے۔ اس موقعہ پر نہ صرف ہندو مرد۔ بلکہ ہندو عورتیں بھی جوا کھیلنا مذہبی فرض سمجھتی ہیں۔ اس کے علاوہ اور جو کچھ ہوتا ہے۔ اس کے لاہور میں کسی قدر منظر عام پر آ جانے کی وجہ سے آج کل ہندو اخبارات میں شور برپا ہو گیا ہے۔ اخبار "ملاپ" (یکم اکتوبر) لکھتا ہے:-

"ہندوؤں کا پوتر تیوہار۔ دیوالی قماربازی کی بدعت ہی سے بدنام ہو رہا تھا لیکن اب چند برسوں سے لاہور میں نوجوان طلباء نے جو نئی کرتوت شروع کر رکھی ہے۔ اس سے دیوالی پر اور بھی زیادہ سیاہ دھبہ لگ رہا ہے جن لوگوں نے دیوالی کی شام کو انار کلی میں قوم کے ان نونہالوں کے کارنامے دیکھے ہیں۔ وہ آٹھ آٹھ آنسو روتے ہیں۔ اور اپنے ملک وقوم کی بدقسمتی کو کوستے ہیں۔ کہ اس کا کیا بنے گا۔ کچھ نوجوان جن میں ہندو بھی شامل تھے۔ اور مسلمان بھی۔ اس کام میں مشغول تھے۔ کہ جو آدمی بازار سے گزرتا۔ اس کی پگڑی یا ٹوپی اتار دینے کی کوشش کرتے۔ کچھ اور نوجوان تھے۔ جو گزرتی ہوئی عورتوں پر پھبتیاں اڑاتے تھے۔ اور کچھ نوجوان عورتوں کو دھکے دینے میں مشغول تھے۔ عورتوں کے آنچل کھینچتے ہوئے نوجوان بھی دیکھے گئے۔ یہ نوجوان دھکم پیل بھی کرتے جاتے تھے۔ اور اس بات کو بالکل فراموش کر دیتے تھے۔ کہ اس دھکم پیل میں کوئی بچہ پس رہا ہے۔ یا کوئی عورت۔ ان نوجوانوں کی حرکات نہایت شرمناک تھیں۔ ایک نوجوان عورت کو ان بے شرم اور بے حیا نوجوانوں نے اتنا تنگ کر دیا۔ کہ اس بے چاری کو ایشیاٹک الیکٹرک کمپنی کی دوکان میں پناہ لینی پڑی۔ یہی نہیں۔ بلکہ ان کی دست درازی اتنی بڑھی ہوئی تھی۔ کہ اس نے وزیر آباد کی گندی بساکھی کو بھی مات کر دیا"

جن نوجوانوں نے اس قسم کی حرکات کا ارتکاب کیا۔ وہ نہایت ہی مذمت کے لائق ہیں۔ لیکن ان سے بڑھ کر مذمت کے قابل وہ ہیں۔ جنہوں نے "اپنی ماتاؤں۔ بہنوں اور بیٹیوں" کو دیوالی کی رات کو مردوں کے اژدہام میں بن سنور کر جانے کی اجازت دے دی۔ اور ان اوباش نوجوانوں کے لئے شرمناک حرکات کا موقعہ پیدا کیا۔ خود "ملاپ" نے بھی ایسے لوگوں کو مخاطب کرنا ضروری سمجھا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"ہم ان اصحاب سے بھی کہنا چاہتے ہیں۔ جو اپنی عورتوں کو پیدل یا موٹروں پر ایسے جمگھٹوں میں لے جاتے ہیں۔ انہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ شہوانی جذبات بڑھ رہے ہیں۔ اور یہ بہتر ہے۔ کہ دیویاں دیوالی کی رونق نہ دیکھیں۔ اور ان پشاچوں کی کرتوتوں سے بچیں"

لیکن صرف دیوالی کے متعلق ہی یہ پابندی کیوں؟ دوسری تقریبات پر بھی کیوں نہ ایسا ہی کیا جائے۔

اگر تمام ہندوؤں میں یہ احساس پیدا ہو گیا۔ کہ عورتوں کو زیب و زینت کر کے مردوں کے اجتماعوں میں نہیں جانا چاہیئے۔ تو ان کی سمجھ میں اسلامی پردہ کی حکمت بآسانی آ جائے گی۔ اور انہیں معلوم ہو جائیگا کہ اسلام نے عورتوں کو آرائش کر کے اور خاص اعضاء کو نمایاں کر کے نکلنے سے جو منع کیا ہے۔ اس کی یہی وجہ ہے۔ کہ ان پر کوئی بری نظر بھی نہ پڑ سکے۔

مسلمانان کشمیر کے مطالبات جلد پورے کئے جائیں

وہ مسلمانان کشمیر جنہیں ایک وقت حکومت کے باغی۔ اور ریاست میں اسلامی حکومت قائم کرنے کے مجرم قرار دیا جاتا تھا۔ ان کی امن پسندی کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ ریاست کی طرف سے بعض مطالبات پورے کرنے کے اعلان پر ہی انہوں نے تمام سرگرمیوں کو بند کر دیا۔ اور اس وقت تک کہ ریاست کے اعلان پر کئی ماہ گزر جانے کے باوجود ہنوز روز اول کا معاملہ ہے۔ وہ صبر و سکون کے ساتھ ریاست کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ ریاست کو مسلمانوں کے اس طریق عمل کی قدر کرنی چاہیئے۔ اور جلد سے جلد اپنے وعدہ کو عملی شکل دے کر اس کے ایفاء کی کوشش کرنی چاہیئے۔ نہ کہ یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ مسلمان کسی قسم کے جبر وتشدد کے ڈر سے خاموش ہو گئے ہیں ریاست ابتداء میں اسی غلطی کی مرتکب ہوئی تھی۔ لیکن اس کا جو نتیجہ نکلا وہ ظاہر ہے۔ اب پھر وہی حالات پیدا نہیں کرنے چاہئیں۔ بلکہ مسلمانوں کو عملی طور پر یقین دلا دینا چاہیئے۔ کہ ان کے مطالبات پورے کر دیئے گئے ہیں۔

گائے کے دودھ میں تپ دق کے جراثیم

ہندو گائے کی حفاظت اور اس کی تقدیس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ دودھ دیتی ہے اگرچہ یہ وجہ بھینس میں بدرجہ اولیٰ پائی جاتی ہے۔ لیکن گائے پرست گائے کے دودھ کے اعلیٰ ہونے کا دعوےٰ کرتے اور انسانی زندگی کے لئے اسے بہت مفید بتاتے ہیں لیکن طبی تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ گائے کے دودھ میں تپ دق کے جراثیم پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ اخبار "پریم" ... "جاگرت"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

ہر گھڑی صراطِ مستقیم طلب کرو!

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۷ اکتوبر ۱۹۳۲ء بمقام ڈلہوزی

نوشتہ میاں عبدالمنان صاحب عمر

تشہد اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

مذہب کی اصل غرض

جیسا کہ تمام ان لوگوں کا اس پر اتفاق ہے۔ جو خدا رسیدہ ہوئے ہیں تعلق باللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ ہے۔ یعنی ایک طرف انسان کا تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ قائم ہو۔ اور دوسری طرف اس کا سلوک خدا تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ اس قسم کا ہو۔ کہ رحم، عفو، درگزر اور شفقت کا پہلو غالب رہے۔ یہ

دونوں چیزیں

بظاہر دو۲ مختصر فقروں میں آگئی ہیں۔ لیکن حقیقتاً یہ اتنی مختصر نہیں بلکہ

تمام انسانی اعمال

انہی کی تفسیر ہیں۔ خواہ وہ اعمال بُرے رنگ کے ہوں۔ یا اچھے رنگ کے دیکھو انسان جو کچھ بھی سوچتا ہے۔ وہ یا مخلوق سے تعلق رکھتا ہوگا۔ یا خالق سے۔ اب اگر اس کا خیال غلط راستہ پر ہوگا۔ تو بھی انہی دو۲ فقروں کی توضیح اور تفسیر ہوگی۔ گو مخالفانہ رنگ میں اور اگر اس کا خیال غلط طریق پر نہیں۔ بلکہ اچھے امور کی طرف ہے۔ تو بھی انہی کی توضیح و تفسیر ہوگی۔ لیکن موافقانہ اور اچھے رنگ میں یہی حال انسانی اعمال کا ہے۔ کہ یا تو وہ خالق سے تعلق رکھتے ہوں گے یا مخلوق سے۔ اور پھر یا نیک اور اچھے ہوں گے یا خراب اور بُرے۔ پھر انسان کے اعمال میں اتنی وسعت پائی جاتی ہے۔ کہ

دنیا کے تمام علوم

اور اسکی تمام کتابیں ان پر حاوی نہیں ہو سکتیں۔ لیکن اپنے اعمال افعال اور خیالات کی اتنی وسعت کے باوجود انسان ایک بات بھی ایسی نہیں نکال سکا۔ جسے یقینی کہا جا سکے۔ دوسری چیزوں کو تو رہنے دو۔ وہ خود اپنی ذات کے متعلق بھی کسی یقینی نتیجہ تک نہیں پہنچ سکا۔ سوائے ان باتوں کے جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے بتلایا کہ یہ

حقیقی اور یقینی

ہیں۔ لیکن وہ امور بھی سچے اور یقینی صرف مومن کے لئے ہی ہیں کافر اور خدا کے منکر کے لئے وہ بھی نہیں۔

لوگ کس وثوق اور یقین سے کہا کرتے ہیں۔ کہ یہ جو سورج چڑھ کر آیا ہے۔ کون بے وقوف اس کا انکار کر سکتا ہے۔ لیکن

سائنس کی موجودہ تحقیقات

نے ثابت کر دیا ہے کہ روشنیاں بھی فاصلہ طے کرنے میں وقت لیتی ہیں۔ سو اس نظریہ کے مطابق نتیجہ یہ نکلا۔ کہ جب سورج ہمیں چڑھ رہا نظر آتا ہے۔ وہ چڑھ نہیں رہا ہوتا۔ بلکہ چڑھ چکا ہوتا ہے۔ اور جو وقت غروب ہو رہا دکھائی دیتا ہے۔ وہ غروب نہیں ہو رہا ہوتا۔ بلکہ غروب ہو چکا ہوتا ہے۔ اسی طرح اب نئی تحقیقاتوں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ روشنیاں ٹیڑھی چلتی ہیں۔ پہلے تو صرف یہی معلوم ہوا تھا۔ کہ ہم وقت کا صحیح اور درست اندازہ نہیں لگا سکتے۔ لیکن روشنیوں کے ٹیڑھے چلنے کی وجہ سے ہم یقینی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کر سکتے۔ کہ اس کا مقام کہاں ہے۔ غرض ان اصول کے پیش نظر ہم سورج کے چڑھنے کا نہ تو وقت مقرر کر سکتے ہیں۔ نہ اس کا مقام وجگہ اور جب سورج ایسی بدیہی چیز کے متعلق ہم درست اور صحیح فیصلہ نہیں کر سکتے۔ تو اور کونسی چیز ہے جسکو ہم یقینی اور قطعی کہہ سکیں۔ پھر نہ صرف یہ بلکہ اور بھی تمام شبہات جو سائنس کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔ وہ ہمیں اسی طرف لے جا رہے ہیں۔ کہ

یقینی بات

سوائے خدا کی بتائی ہوئی کے اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ جب بھی سائنس نے ترقی کی ہے۔ دنیا میں سفسطہ پیدا ہوا ہے۔ لوگوں کے قلوب سے اعتماد و یقین کم ہوتا گیا ہے۔ اور یہ بات زیادہ وضاحت سے ثابت ہوتی چلی گئی ہے۔ کہ حقیقی اور تحقیقی چیز کوئی ہے ہی نہیں اور یہ اس حقیقت کے باوجود ہے۔ کہ

انسان کی جستجو

اتنی وسیع ہوتی چلی جاتی ہے۔ جس کا احاطہ ناممکن ہے۔ انسان کیا ہے۔ کس طرح پیدا ہوا۔ اس کے فرائض و وظائف کیا ہیں۔ وہ آزاد ہے یا نہیں۔ غرض ہزاروں سوالات ہیں۔ جو ابھی تک حل شدہ نہیں ایک بکری کے متعلق ہم ہر روز یہ دیکھتے ہیں۔ کہ وہ بندھی ہوئی ہے۔ یا نہیں۔ ایک بیل کے متعلق ہم روزانہ فیصلہ کرتے ہیں کہ وہ بندھا ہوا ہے۔ یا آزاد ہے۔ ایک بھینس کے متعلق دیکھتے ہیں۔ کہ اس وقت بندھی ہوئی ہے یا کھلی۔ لیکن اپنی ذات کے متعلق انسان فیصلہ نہیں کر سکا۔ کہ وہ مختار ہے۔ یا مجبور ایسے وقت میں اگر اس دنیا سے باہر کی کوئی ہستی آکر لوگوں کو اس بحث میں مشغول پائے۔ کہ آیا انسان مختار ہے یا مجبور۔ تو وہ یہی کہے گی۔ یہ لوگ کتنے بیوقوف ہیں۔ اپنے متعلق اتنا بھی نہیں جانتے۔ کہ آزاد ہیں یا نہیں؟

غرض انسانی اعمال کی وسعت اس قدر ہے۔ کہ کوئی ایک شخص کے اعمال کا بھی احاطہ نہیں کر سکتا۔ اور یہ اتنا بھاری کام ہے۔ کہ اس کی عظمت کا اندازہ لگانا بھی ناممکن ہے۔ پھر بھی ہم ان سب اعمال کو ان دو فقروں میں ادا کرتے ہیں۔ تعلق باللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ تعلق باللہ تو بڑی بات ہے

شفقت علی الناس

ہی کو لے لو۔ اور اسی کی تشریح کرنے بیٹھ جاؤ۔ تو کبھی ختم نہ ہوگی۔ اول تو شفقت کی کوئی قطعی تعریف ہی بڑی مشکل ہے۔ مثال کے طور پر ہم کہہ سکتے ہیں۔ دیکھو

افریقہ کے باشندے

اپنے بچوں کے چہروں کو گودتے ہیں۔ اور اس طرح انہیں خوبصورت بناتے ہیں۔ اس وقت ایشیا یا یورپ کا کوئی آدمی دیکھے۔ تو سمجھتا ہے کہ یہ ماں باپ کس قدر ظالم اور غیر شفیق ہیں۔ انہیں اپنے بچہ پر کوئی رحم نہیں آتا۔ اور نہ صرف یہ کہ اسے تکلیف میں ڈال رہے ہیں۔ بلکہ اسے بدشکل اور کریہہ منظر بھی بنا رہے ہیں۔ اب یہ ایک ہی کام ہے لیکن ایک کے نزدیک شفقت ہے۔ اور دوسرے کے نزدیک ظلم یا اسی طرح مسلمان اپنے

بچوں کو گوشت

کھلاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ ہم نے بڑا اچھا کام کیا۔ کہ بجائے

اعلیٰ اور مفید غذا دی۔ لیکن یہ شفقت اور یہ مہربانی ایک ہندو کے نزدیک شفقت اور مہربانی نہیں۔ بلکہ پاپ گناہ اور ظلم ہے غرض شفقت کی کوئی قطعی تعریف ہی نہیں۔ ممکن ہے بعض باتوں میں دنیا کا اتفاق ہو بھی جائے۔ مثلاً کسی کو مار ڈالنے اور قتل کرنے کو سب ظلم اور شفقت کے منافی قرار دیں گے لیکن پھر اس کے مواقع پر اختلاف ہو جائے گا۔

پچھلے زمانہ میں

ٹھگوں کا ایک گروہ

ہوتا تھا۔ ہمارے زمانہ میں تو ٹھگ کا لفظ اور مفہوم ہے لیکن پہلے یہ ایک مذہبی فرقہ ہوتا تھا۔ جس کا عقیدہ یہ تھا کہ جو انسان بھی ملے اسے قتل کر دینا چاہئے۔ اور وہ اپنے پاس رسی یا کوئی اور ایسی چیز رکھتے جس سے انسانی جان لی جاسکے۔ اور اپنی تائید میں وہ یہ دلیل پیش کیا کرتے تھے۔ کہ دنیا تکلیفوں، دکھوں اور مصیبتوں کی جگہ ہے۔ اور دنیا میں کوئی بھی سکھی نہیں۔ جب یہ دنیا

دار المحن

ہے۔ تو کسی کو اس سے نجات دینا یقیناً ثواب کا کام ہوا۔ وہ کہتے تھے چونکہ عام طور پر انسان بزدل ہے۔ اس لئے وہ خودکشی کر کے دنیا سے نجات پانے سے ڈرتا ہے۔ اس لئے ہم اسے قتل کر کے دنیا کی مصیبتوں سے آرام میں پہنچا دیتے ہیں۔ اور اس طرح ہمارا یہ کام

ثواب کا کام

ہے۔ جب لوگ ان سے پوچھتے۔ کہ تم دوسروں کو تو مارتے ہو خود کیوں نہیں خودکشی کر لیتے۔ تو کہتے۔ اگر ہم بھی خودکشی کر لیں تو لوگوں کو دکھوں سے نکالنے والا کون رہے

غرض قتل نفس پر اتفاق ہوا تھا لیکن پھر

حق اور غیر حق کی بحث

ہو گئی۔ اور اس بات کا فیصلہ کہ فلاں قتل حق ہے یا ناحق خود بڑی تفصیلات کو چاہتا ہے۔

یہ تو شفقت علی خلق اللہ کی تفصیل کی کیفیت تھی۔ باقی رہا

تعلق باللہ

تو دنیا کے تمام مذاہب جن میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہے۔ کہ میں تعلق باللہ کراتا ہوں۔ ان کی فہرست ہی پڑھنے لگو۔ تو شاید ختم نہ ہو۔

غرض انسانی اعمال اور ان کے متعلقات غیر محدود وسعت رکھتے ہیں۔ لیکن اس غیر محدود وسعت کے باوجود کسی ایک چیز کے متعلق بھی انسان کو یقینی اور قطعی نتیجہ پر نہیں پہنچا سکتے۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ

حقیقی راہنمائی

صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی آسکتی ہے۔ اور اس نے یہ راہنمائی اپنے کلام قرآن مجید کے ذریعہ دنیا میں بھیج دی ہے لیکن محض سیدھا راستہ انسان کو منزل مقصود پر نہیں پہنچا سکتا بلکہ اس کے لئے ایک اور طاقت اور محرک کی ضرورت ہے جو انسان کو اس راہ پر چلائے۔ اور

ہدایت کی تکمیل

اسی وقت ہوتی ہے جب خارجی محرک اندرونی محرک سے مل جائے اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ہم بعض کپڑوں کو سفید کہتے ہیں لیکن درحقیقت کپڑا سفید نہیں ہوتا۔ بلکہ کپڑے کی ایک حالت دماغ کی ایک حالت سے مل کر سفیدی پیدا کرتی ہے۔ اسی طرح کوئی چیز سرخ نہیں۔ بلکہ کسی چیز کی ایک خاص حالت دماغ کی ایک خاص حالت سے مل کر سرخی پیدا کرتی ہے اسی طرح زردی سبزی غرض ہر رنگ کی یہی حالت ہے یہی کلام الٰہی کا حال ہے۔ وہ

راہ ہدایت

تو ہوتا ہے لیکن اکیلا راہنما نہیں ہوتا۔ بلکہ انسانی فطرت کے ساتھ مل کر راہنمائی کا کام کرتا ہے۔ گویا حقیقی راہنمائی خدا تعالیٰ کے کلام اور فطرت انسانی کے ملنے سے ہوتی ہے۔

سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے راہ ہدایت کے حصول کے لئے دعا سکھلائی ہے۔ نادان اعتراض کرتے ہیں۔ کہ مسلمان صدیوں سے یہ دعا کر رہے ہیں۔ ابھی تک انہیں صراط مستقیم نہیں ملا حالانکہ وہ یہ نہیں جانتے۔ کہ انسان ہر لحظہ اور اپنی زندگی کے ہر شعبہ کے لئے

صراط مستقیم

کا محتاج ہے۔ اور ایک سیکنڈ چھوڑ سیکنڈ کے لاکھویں کروڑویں بلکہ ان گنت حصہ کے لئے بھی اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا یہی

اصل مقام

ہے جس پر مومن کو قائم ہونا چاہئے۔ اگر وہ اس مقام پر کھڑا ہو جائے۔ اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے صراط مستقیم مانگتا ہے تعلق باللہ کے لئے اور شفقت علی الناس کی توفیق پانے کے واسطے اور پھر خدا اس کا ہاتھ پکڑ لے۔ تو خواہ وہ آگے کی راہ سے ناواقف ہی کیوں نہ ہو۔ کامیاب ہو جائے گا۔ کیونکہ راہ کے مالک نے اس کا ہاتھ تھام لیا ہے۔ اس دنیا میں بھی دیکھ لو۔ اگر کسی نابینا کا کوئی بینا اور واقف ہاتھ پکڑے تو منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے حالانکہ ہو سکتا ہے کہ ایک بینا لیکن راستہ سے ناواقف منزل مقصود کو نہ پا سکے۔ اور راستہ ہی میں بھٹکتا پھرے

پس اصل مقام یہی ہے۔ کہ انسان ہر وقت ہر لحظہ اور ہر گھڑی صراط مستقیم کا طالب رہے کتنے نادان ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اب ہمیں

ہدایت کی ضرورت

نہیں۔ ایک دفعہ جو مل چکی ہے۔ وہی کافی ہے۔ حالانکہ انسان الٰہی ہدایت سے ایک لمحہ کے لئے بھی مستغنی نہیں ہو سکتا۔ اور

الٰہی ہدایت

دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جسے فرشتہ نبی کے پاس لاتا ہے۔ اور ایک وہ جو انسان نبی کے واسطے سے آتی ہے فرشتہ نبی کی ہدایت بہت مخفی ہوتی ہے۔ اور وہ لوگ جنکی عقلیں موٹی ہوتی ہیں۔ باریک اور نازک احساسات نہیں رکھتے۔ وہ اسے نہیں سمجھ سکتے۔ وہ صرف

روحانی لوگوں کی جماعت

ہی کو سمجھ آسکتی ہے۔ اس لئے کچھ کچھ وقفہ کے بعد اللہ تعالیٰ انسان نبی کو ہدایت دیکر بھیجتا ہے۔ اس کے آنے سے نوع انسان میں ایک ہیجان اور تلاطم برپا ہو جاتا ہے۔ اور ہر شخص اسے سمجھ سکتا ہے پس

نبوت کا سلسلہ

انسانوں کے ہر طبقہ کی ہدایت کے لئے ضروری ہے اور جب تک یہ سلسلہ قائم ہے۔ انسان تعلق باللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے

وسیع فرائض

کو بجا لانے پر عمل پیرا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ نہیں تو انسان عاجز ہے۔ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اپنے

وسیع اعمال

کو سیدھے راہ پر چلانا اس کے بس کی بات نہیں۔ اور اس کے بغیر تمام حمد اقتیں باطل تمام علوم جہالتیں تمام روشنیاں ظلمات اور تمام ہدایتیں ضلالتیں ہیں۔

اسلام کی زندگی کا ثبوت

عقلاً کسی مذہب کو زندہ اور قابل عمل تسلیم کرنے کے لئے یہ دیکھنا نہایت ضروری ہے۔ کہ آیا اس مذہب کی الہامی زبان زندہ ہے یا مردہ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے۔ کہ وہ ایک زبان میں ضابطہ ہدایت تو نازل کر دے۔ مگر اس کی تفہیم جو زبان کی زندگی سے وابستہ ہوتی ہے مفقود ہو جائے۔ اس نظریہ کے ماتحت اسلام اور ویدک دھرم کا مقابلہ کرتے ہوئے بارہا ثابت کیا جا چکا ہے۔ کہ عربی زبان زندہ اور سنسکرت مردہ ہے اسکے متعلق "پرکاش" ۲۳ اکتوبر لکھتا ہے۔ "اگر کسی زبان کا مرنا اس کا بولا نہ جانا ہے۔ تو عرب کے لئے اسلام زندہ ہو۔ ترکی ایران افغانستان اور خود ہندوستان کے لئے اسلام مر چکا ہے۔"

اول تو "پرکاش" جیسے معاند کے لئے یہ تسلیم کر لینا ہی بڑی بات ہے۔ کہ اس دلیل کے ماتحت کم از کم عرب کے لئے اسلام زندہ مذہب ثابت ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا یہ کہنا۔ کہ ترکی، ایران اور افغانستان بلکہ ہندوستان کے لئے اس لحاظ سے عربی زبان مر چکی ہے۔ صحیح نہیں۔ کیونکہ ان تمام ممالک میں زبان عربی کی ترویج و اشاعت ہو رہی ہے۔ مدارس قائم ہیں۔ عربی زبان میں گفتگو کرنے والے موجود ہیں۔ عربی رسائل اور اخبارات شائع ہوتے ہیں۔ پس اس طرح ان ممالک میں بھی عربی زبان زندہ ہے لیکن سنسکرت مردہ زبان ہے۔ کیونکہ اس ناواقفیت کا یہ عالم ہے کہ ہندوستان کے کسی گوشہ میں بھی اس کے بولنے اور سمجھنے والے نہیں پائے جاتے۔

تمدن اسلام

علم کیمیا اور مسلمان

دور حاضرہ کے مسلمان اور کیمیا

مختلف اشیاء کو باہم ملا کر اور ان کے اجزا کو نئی نئی ترکیبوں اور ترتیبوں سے مرکب کرکے ان کے خواص معلوم کرنے اور ان کے مفید مرکبات تیار کرنے کے فن کا نام علم کیمیا ہے۔ جسے انگریزی میں کیمسٹری کہتے ہیں۔ ایک زمانہ میں مسلمانوں نے اس فن میں انتہائی ترقی کی تھی۔ لیکن علمی اشغال کے مسلمانوں میں کم ہو جانے کی وجہ سے اب ان میں عام طور پر کیمیا کا مفہوم یہ سمجھا جاتا ہے کہ کوئی ایسی ترکیب معلوم کر لی جائے۔ جس سے پیتل اور تانبے کو سونا اور چاندی میں تبدیل کیا جا سکے۔ چنانچہ بیسیوں مسلمان ایسے ملیں گے۔ جو اس دھن میں لگے ہوئے اپنا گھر بار سب لٹا چکے ہوں گے جہالت کا یہ عالم ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ آج تک کسی کو اس بارے میں کامیابی کا مونہہ دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ پھر بھی اس کے شائق پائے جاتے ہیں۔ اور آئے دن اس قسم کے واقعات اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ کہ چاندی کے زیورات کو سونے میں تبدیل کر دینے یا تھوڑے سونا کو زیادہ بنا دینے کے بہانہ سے دھوکہ باز کسی کو لوٹ کر لے گئے۔

علم کیمیا کے موجد

لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ ہمیشہ سے مسلمانوں میں علم کیمیا کا مفہوم یہی سمجھا گیا ہے۔ بلکہ یہی وہ قوم ہے۔ جس نے علم کیمیا کی بنیاد رکھی۔ اور دنیا کو اس راز سے آگاہ کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہر چیز میں علیحدہ علیحدہ خواص رکھے ہیں جنہیں باہم ملانے سے ایسی چیزیں تیار ہو سکتی ہیں۔ جو کئی رنگوں میں انسان کے لئے فائدہ اور نفع کا موجب ہونے کے علاوہ انسانی تہذیب و تمدن کے ارتقا کا موجب ہیں۔ ورنہ مسلمانوں سے قبل کوئی قوم اس حقیقت سے آگاہ نہ تھی۔ اس ضمن میں مسلمانوں کی ایجادات کا اجمالی ذکر بارہا کیا جا چکا ہے۔ آج صرف ایک واقعہ کے بیان کرنے پر اکتفا کیا جائے گا۔ جو ظاہر کرتا ہے۔ کہ مسلمانوں میں کیسے کیسے اعلیٰ اور بلند پایہ کیمیا دان گزرے ہیں۔ جو سونا و چاندی بنانے کے خبط میں مبتلا ہو کر اپنی دولت اور قوت عمل کے ضیاع کے بجائے ایسے مفید مرکبات کے موجد تھے۔ جو ملک و قوم کے لئے نفع بخش ثابت ہوئے۔

شہر عکہ کا محاصرہ

۵۸۶ھ کا واقعہ ہے۔ کہ شام کے ساحل پر واقعہ شہر عکہ پر یورپ کے عیسائیوں نے یورش کر رکھی تھی۔ سمندر کی طرف سے ہزارہا جہازوں نے مسلمانوں کی امداد کا رستہ روک رکھا تھا اور خشکی کی طرف سے جرمنی فرانس اور انگلستان کی متحدہ افواج نے محاصرہ کیا ہوا تھا۔ بڑے بڑے بہادر نائٹ اور جنگجو سردار اس میں شامل تھے۔ جنہوں نے عکہ پر قبضہ کرنے کی صدہا تدابیر کیں۔ لیکن کسی ایک میں بھی انہیں کامیابی نہ ہو سکی۔ کیونکہ مسلمان بھی نہایت جرأت اور مستعدی کے ساتھ مدافعت کر رہے تھے۔ یہ محاصرہ قریباً تین سال تک جاری رہا۔ کیونکہ دونوں اطراف کی فوجیں اپنی دھن کی پکی تھیں۔ اور کسی طرف سے بھی کسی قسم کی لغزش اور کمزوری کا اظہار نہ ہوتا تھا۔

چوبی برجوں کی تعمیر

انجام کار عیسائی مدبرین نے ایک تجویز سوچی۔ اور ساٹھ ساٹھ گز بلندی کے تین چوبی برج تعمیر کئے۔ جن میں سے ہر ایک میں پانچ پانچ منزلیں تھیں۔ اور برجوں کی مضبوطی کا اس قدر اہتمام کیا گیا۔ کہ دور دراز کے جزائر سے جہازوں کے ذریعہ خاص خاص درختوں کی لکڑی مہیا کی گئی۔ اس زمانہ میں مسلمان چونکہ گریک فائر ایجاد کر چکے تھے۔ جو ہر چیز کو چشم زدن میں نذر آتش کر دیتی تھی۔ اس لئے اس سے ان برجوں کو محفوظ رکھنے کے لئے ان پر چمڑا منڈھ دیا گیا۔ اور پھر چمڑے پر سرکہ مٹی اور بعض دیگر اجزا کو مرکب کر کے لیپ کر دیا گیا۔ تا گریک فائر ان پر اثر نہ کر سکے۔

یہ برج جب تیار ہو گئے۔ تو انہیں پہیوں کے ذریعہ چلا کر عکہ کی شہر پناہ کے قریب کر دیا گیا۔ چونکہ یہ برج شہر پناہ سے بہت اونچے تھے۔ اس لئے عیسائیوں نے ان پر سے قلعہ کے اندر تیر وغیرہ برسانے شروع کئے۔ مسلمانوں نے حسب معمول گریک فائر کی پچکاریاں ماریں۔ لیکن ان پر قطعاً کوئی اثر نہ ہوتا۔ یہ حالت دیکھ کر مسلمان سخت سراسیمہ ہوئے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کو اس آفت سے اطلاع دی گئی۔ انہوں نے باہر سے عیسائیوں پر حملہ کیا۔ لیکن چونکہ عیسائی فوج تعداد میں بہت زیادہ تھی۔ اس لئے اس نے کوئی پرواہ نہ کی۔ اور ایک حصہ فوج کو سلطان سے لڑنے کے لئے مخصوص کر کے دوسرے حصہ سے برابر شہر پر یورش جاری رکھی۔ چونکہ برجوں میں عیسائی بالکل محفوظ تھے۔ اور مسلمان قتل ہو رہے تھے۔ اس لئے روز بروز اہل شہر کمزور ہوتے جا رہے تھے۔ اور ہر آن خطرہ بڑھ رہا تھا۔ کہ عیسائی عکہ پر قابض ہو جائیں گے

ایک مسلمان کی ایجاد

شہر کا حاکم اس وقت ایک ترک افسر قراقوش تھا۔ جو بے حد مضطرب تھا۔ اور تشویش و اضطراب نے اسے حد درجہ ملول کر رکھا تھا۔ شہر کے اندر دمشق کا ایک مسلم کیمیا دان موجود تھا جسے کبریتی مادوں کی قوتوں کے تجربات و مشاہدات کرنے کا بہت شوق تھا۔ اور اس نے اپنی عمر اسی کی تحقیق و جستجو میں صرف کر دی تھی۔ لوگ اسے مذاق کیا کرتے لیکن وہ اپنی دھن کا پکا تھا۔ عکہ کے مسلمانوں کے اضطراب کو دیکھ کر اس نے برجوں میں آگ لگانے کے لئے ایک نسخہ تجویز کیا۔ اسے تیار کر کے قراقوش کے پاس آیا۔ اور عرض کیا۔ کہ جو شخص منجنیقوں کے چلانے کا مہتمم اعلیٰ ہے۔ اسے حکم دیا جائے۔ کہ میرا تیار کردہ مرکب میری ہدایات کے مطابق برجوں پر مارے۔ قراقوش چونکہ مایوسی کی وجہ سے بہت جھنجھلایا ہوا تھا اس لئے اس نے اسے ناقابل التفات سمجھا۔ اور یہ کہکر ٹال دیا۔ کہ جب بڑے بڑے صاحب دماغ اپنی تدابیر میں عاجز آ چکے۔ تو تم کیا کر سکتے ہو۔ لیکن پھر کسی مصاحب کے مشورہ سے اس تجربہ پر آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ اس شخص کے مرکب کے استعمال کا حکم صادر کر دیا گیا۔

برجوں میں آتش زدگی

اسکی ہدایت کے بموجب اول تو برجوں پر ایک لیسدار کیب پھینکا گیا۔ جس سے وہ اوپر سے نیچے تک تمام بھیگ گئے۔ فرنگی جوان جو ان برجوں پر متعین تھے۔ اس نئی تجویز کی ناکامی پر کھل کر بہت قہقہے لگانے لگے کیونکہ انہیں یقین تھا۔ کہ برجوں پر کوئی چیز اثر نہیں کر سکے گی۔ وہ اہل عکہ کا مونہہ چڑاتے۔ اور ان کا مذاق اڑا رہے تھے کہ بھیگے ہوئے برجوں میں سے ایک پر گریک فائر کی پچکاری ماری گئی۔ جس کے پڑتے ہی برج میں آگ لگ گئی۔ یہ دیکھ کر عیسائی گھبرا اٹھے اور ادھر مسلمانوں نے دھڑا دھڑ پچکاریاں تمام برجوں پر پھینکنی شروع کر دیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ چشم زدن میں تمام برجوں میں آگ لگ اٹھی۔ عیسائیوں نے ہزار بھاگنے اور برجوں سے نیچے اترنے کی کوشش کی۔ لیکن آگ اس سرعت کیساتھ بھڑکی۔ کہ کسی کو نیچے آنے کا موقعہ نہ مل سکا۔ دیکھتے ہی دیکھتے تمام برج سپاہیوں سمیت راکھ کا ڈھیر ہو گئے۔

کیمیا دان کی بے نیازی

اس کامیابی پر شہر کے لوگ بے حد خوش ہوئے۔ اور اس شخص کا نام ہر ایک کی زبان پر تھا۔ لوگوں کے دلوں میں اس کے لئے بے حد عقیدت پیدا ہو گئی۔ کیونکہ اسی کی کوشش سے مسلمانوں نے اس پریشان کن حالت سے نجات حاصل کی تھی چند روز بعد اسے سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ سلطان نے اپنی ممنونیت کا اظہار نہایت موزوں الفاظ میں کیا۔ اور سپاس گزاری کے طور پر اسے مناصب و جاگیر نیز مال و اموال سے مالامال کرنے پر آمادگی ظاہر کی لیکن اس نے یہ کہتے ہوئے کہ میں نے جو کچھ کیا ملک و ملت کی خدمت کی خاطر خالصۃً لوجہ اللہ کیا ہے کسی قسم کا معاوضہ لینے سے انکار کر دیا۔

ہمارے اسلاف اور ہم

غرض یہ ہے ان اسلاف کی کیمیا دانی کا ایک نمونہ جن کے اخلاف کے نزدیک کیمیا صرف اس بے ہودگی کا نام ہے۔ کہ سونا چاندی بنانے کے خبط اور جنون میں مبتلا ہو کر اپنا گھر بار اور مال و منال سب کچھ لٹا دیا جائے۔ اولاد کی تربیت اور دیکھ بھال سے بے نیاز اور لاپرواہ ہو کر دیوانہ وار جنگلوں کی خاک چھانی جائے۔ یا پھر جو زیادہ ہوشیار ہو۔ وہ کیمیا گری کے دھوکہ میں سادہ لوح مخلوق کو لوٹتا پھرے۔

مسلم نوجوانوں کا فرض

مسلم نوجوانوں کو چاہیئے۔ کہ جہاں وہ علم حاصل کرتے۔ اور مختلف ڈگریاں

نظارتوں کے اعلانات

احمدی سرکاری ملازمین کے پتے درکار ہیں

(۱) دفتر امور عامہ میں ایسے ہر محکمہ کے احمدی افسران جو گورنمنٹ یا ڈسٹرکٹ بورڈوں یا فوج - پولیس - سول - بجلی - جنگلات تعلیم کے محکموں میں کام کرتے ہوں - ان کے نام اور ان کے مکمل پتے ایک خاص ضرورت کے لئے درکار ہیں - مہربانی فرما کر ایسے دوست اپنے پتوں سے دفتر امور عامہ کو اطلاع بخشیں - ؎

۲ - خاص طور پر احمدی ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز - اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز اور ہائی اور مڈل سکولوں کے ہیڈ ماسٹر اور دیگر مدرسین کے پتے فوری طور پر درکار ہیں - (ناظر امور عامہ)

اسسٹنٹ کیمسٹ کی اسامی

اسسٹنٹ کیمسٹ کی دو جگہیں خالی ہیں - بی - ایس - سی اصحاب جنہوں نے کیمسٹری کا مضمون لیا ہو - فوراً درخواستیں بھجوا دیں - ابتدائی تنخواہ -/۷۵ روپے سے لے کر -/۱۰۰ روپیہ تک ہوگی - آئندہ ترقی بھی ہوتی رہیگی - لیکن ترقی کے لئے کوئی خاص قاعدہ مقرر نہیں ہے - ذاتی صلاحیت اور افسر کی خوشی کام آتی ہے درخواست کا مضمون یہ ہوگا - پیشانی خالی چھوڑ دی جائے - دفتر امور عامہ خود پُر کر کے بھجوا دے گا -

معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے - کہ آپ کے سیمنٹ کے کارخانوں میں چند اسسٹنٹ کیمسٹ کی ضرورت ہے - میں توقع رکھتا ہوں - کہ آپ مجھے مقرر کر کے اس کارگزاری کا موقعہ دیں گے - پھر اپنی qualifications لکھیں - سارٹیفکیٹ کی نقل ساتھ ہو ٹائپ کی ہوئی درخواست ہو تو بہتر ہے

(ناظر امور عامہ قادیان)

ٹرینڈ استانیوں کی ضرورت

ایک جگہ چند مسلمان ٹرینڈ استانیوں کی ضرورت ہے - ضرورتمند درخواستیں جلد بھجوا دیں - پھر دفتر امور عامہ خود پتہ لکھ کر درخواستوں کو منزل مقصود پر بھجوا دے گا - ایسی استانیوں کی ضرورت ہے - جو بی اے - بی ٹی - S.A.V - J.A.V - J.V - منشی فاضل وغیرہ امتحانات پاس ہوں - ؎

(ناظر امور عامہ قادیان)

مقامی اخراجات کے متعلق اعلان

یہ امر جماعتوں کے نوٹس میں بارہا لایا جا چکا ہے - کہ مقامی اخراجات کے لئے ہر ایک جماعت علاوہ ہر قسم کے مرکزی چندوں کے خواہ مرکزی چندے مستقل ہوں یا وقتی ضروریات کے ماتحت کئے گئے ہوں - تین پائی فی روپیہ کے حساب سے وصول کر سکتی ہے - لیکن اگر کسی جماعت کو اس سے زیادہ مقامی اخراجات کے لئے روپیہ کی ضرورت ہو تو اسے یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ خود بخود اپنے مقامی احباب سے تین پائی فی روپیہ کی شرح سے زیادہ وصول کرے - جب تک اسی شرح سے زیادہ مقامی چندہ وصول کرنے کی اجازت مرکزی نظارت بیت المال سے نہ حاصل کرے - باوجود اس اعلان کے معلوم ہوتا ہے - کہ بعض جماعتوں نے غلطی سے اپنے مقامی اخراجات کے لئے تین پائی فی روپیہ ماہوار کی شرح سے زیادہ وصول کرنا چاہا ہے - اس لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ کوئی جماعت مقامی اخراجات کے لئے تین پائی فی روپیہ ماہوار کی شرح سے زیادہ مقامی اخراجات کے لئے چندہ وصول نہ کرے - جب تک بیت المال سے ایسا کرنے کی اجازت نہ حاصل کر لے - کیونکہ اگر بغیر اجازت ایسا کیا جائے - تو مرکزی چندہ پر اثر پڑ سکتا ہے -

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ مقامی اخراجات کے چندہ کا مصرف بھی دیدیا جائے - چنانچہ مقامی اخراجات کا مصرف حسب ذیل ہے -

مقامی مساجد کی معمولی ضروریات - مہمان نوازی - دفتری معمولی سائر اخراجات ڈاک سٹیشنری وغیرہ تبلیغ اور تحصیل چندہ کے اخراجات - خاص حالات میں انفرادی امداد - مثلاً کسی کی بیماری پر یا تجہیز و تکفین وغیرہ -

مقامی اخراجات کا باقاعدہ حساب و کتاب رہنا نہایت ضروری ہے تا پڑتال ہو سکے - ؎

کیونکہ انسپکٹران کے فرائض میں ہے کہ وہ مقامی چندہ کے حسابات کی بھی جانچ کر لیا کریں - (ناظر بیت المال)

خاتم النبیین کے معنی

امام رازیؒ کا ایک بیان

مسلمانوں کا ہر گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے - اور اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ یہ لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کے طور پر استعمال ہوا ہے - لیکن اس کے معنوں میں محققین اور عوام الناس میں اختلاف ہے - عام طور پر لوگ اس کے معنے صرف یہ سمجھتے ہیں کہ بس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب کسی قسم کا نبی نہ آئیگا - اس موضوع پر بہت بحثیں ہو چکی اور ہوتی رہیں گی - لیکن اس جگہ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں - کہ عربی زبان کے تتبع کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے - کہ لفظ خاتم جب کسی قوم کی طرف مضاف ہو - اور اس مضاف و مضاف الیہ کا استعمال بطور مدح ہوا ہو - یعنی یہ لفظ کسی کی خصوصی تعریف میں وارد ہوا ہو - جیسا کہ لفظ خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں واقع ہوا ہے - تو اس جگہ اس کے معنی بجز اس قوم کا سردار اور ان میں سے افضل ہونے کے اور کوئی نہیں ہوتے ہمارے احباب کو چاہئے کہ بطور مدح واقع ہونے کی قید ضرور ذکر کیا کریں - چنانچہ اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے امام فخر الدین الرازی اپنی کتاب تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں -

"عند هذه الدرجة فازوا بالخلع الاربعة" الوجود والحياة والقدرة والعقل فالعقل خاتم الكل والخاتم يجب ان يكون افضل الا ترى ان رسولنا صلى الله عليه وآله وسلم لما كان خاتم النبيين كان افضل الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام والانسان لما كان خاتم المخلوقات الجسمانية كان افضلها - فكذالك العقل لما كان خاتم الخلع الفائضة من حضرت ذى الجلال كان افضل الخلع واكملها" (جلد ۶ صہ ۲۲)

ترجمہ - انسان اس مقام پر چار خلعتوں سے مشرف ہوئے وجود - زندگی - قدرت اور عقل - اور عقل ان سب کی خاتم ہے اور ضروری ہے کہ خاتم افضل ہو - کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم النبیین تھے اس لئے سب نبیوں سے افضل تھے - پھر انسان چونکہ مخلوقات جسمانی کا خاتم ہے اس لئے ان میں سے افضل ہے - پس اسی طرح عقل جب الٰہی خلعتوں کی خاتم ٹھہری تو اس کا ان سے افضل اور اکمل ہونا بھی ضروری ٹھہرا "

اس حوالہ سے بوضاحت ظاہر ہے کہ خاتم کا لفظ مدح کے مقام پر افضل کے معنوں میں ہی مستعمل ہوتا ہے - پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں - یعنی سب نبیوں سے افضل ہیں - اس درجہ پر پہنچے ہیں جہاں تک کوئی اور نبی نہیں پہنچا اور واضح رہے - کہ آقا کی افضلیت کا معیار یہی ہے - کہ اس کے خادم اعلیٰ درجہ پر پہنچیں - لہٰذا خاتم النبیین بمعنی افضل النبیین کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ کے بعد آپ کے اتباع میں نبوت جاری رہے مگر غیروں کے لئے یہ دروازہ بند ہو - اور کوئی ایسا نبی نہ آئے جو آپ سے افضل یا آپ کے برابر ہونے کا دعویٰ کرے یا اس کی نبوت آنحضرت صلعم کے فیض سے حاصل شدہ نہ ہو کیونکہ یہ اقسام آنحضرت صلعم کی شان افضلیت کے منافی ہیں - لیکن تابعیت میں غیر تشریعی نبوت کا جاری رہنا ضروری ہے تا آپ کے اور امت کے کمال پر دال ہو ؎

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

خاکسار - ابو العطاء اللہ دتا جالندہری

خریداران اراضی نہر لوئر باری دوآب کے ساتھ پنجاب گورنمنٹ کا فیاضانہ سلوک

سنہ ۱۹۲۵ء میں نہر لوئر باری دوآب پر تحصیل خانیوال اور ضلع منٹگمری میں گورنمنٹ نے قریباً ساٹھ ہزار ایکڑ زمین بذریعہ نیلام فروخت کی تھی۔ اس وقت اجناس کے بھاؤ کافی تیز تھے۔ اور زمین کی قدر بہت زیادہ تھی۔ اس لئے خریداران نے زمین بہت مہنگی خرید کی حتیٰ کہ بعض رقبوں کی قیمت تیس تیس ہزار روپیہ فی مربعہ تک ہو گئی۔ خریداران نے اس وقت صرف دسواں حصہ کل قیمت خرید کا ادا کیا تھا۔ باقی روپیہ پانچ سال کی میعاد گزرنے کے بعد بذریعہ اقساط ادا کرنا تھا۔ لیکن پچھلے چند سالوں میں فصلوں کے ناقص ہونے۔ جنسوں کے بھاؤ بہت زیادہ گر جانے اور زمینداروں کے اقتصادی تنزل کی وجہ سے خریداروں کے لئے ادائیگی اقساط ناممکن ہو گئیں۔ اور عدم ادائیگی اقساط کی وجہ سے گورنمنٹ نے ۱۹۳۱ء میں تمام کے تمام رقبہ جات معہ زر اشتہاریہ ضبط کر لئے۔ اسی طرح جن خریداروں نے ۱۹۲۷ء اور ۱۹۲۸ء میں اس نہر پر سرکاری زمین نیلام میں خرید کی تھی۔ وہ بھی کامیاب نہ ہو سکے۔ کئی لوگوں نے تو پیشگی میں جو روپیہ ادا کیا تھا۔ اسی پر اکتفا کیا۔ لیکن جنہوں نے ذرا ہمت کی۔ انہوں نے ایک ایک دو دو اقساط بھی ادا کر دیں۔ لیکن آخر آئندہ اقساط داخل کرنے کے قابل نہ رہے۔ اور ان کے رقبے بھی ضبط ہو گئے۔ اس طرح خریداروں کے پاس جو کچھ تھا۔ وہ خرچ کر بیٹھے۔ اور جو زمین انہوں نے خرید کی تھی۔ وہ ضبط ہو گئی۔ اب ان کے لئے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن والا معاملہ ہو گیا۔ وہ قریباً قریباً تباہ و برباد ہو گئے۔

ہز ایکسی لنسی سر جیفری ڈی مانٹ مارنسی کا احسان

ایسی حالت میں صوبہ کے سب سے بڑے حاکم جو قدرتی طور پر ہمدرد اور رحمدل واقع ہوئے ہیں۔ خریداروں کی تباہی اور بربادی کا احساس ہوا۔ اور آپ نے اپنی خاص توجہ اس معاملہ کی طرف مبذول فرمائی۔ جس کے نتیجہ میں خریداروں کو وہ تمام کے تمام رقبے جو انہوں نے خرید کئے تھے مگر ضبط ہو گئے تھے گورنمنٹ نے کمال مہربانی سے صیغہ آبادکاری میں دے دیئے ہیں۔ اس رعایت کے بدلہ میں خریدار گورنمنٹ عالیہ کا جس قدر بھی شکریہ ادا کریں کم ہے۔ ہز ایکسی لنسی سر جیفری ڈی مانٹ مارنسی کے اس احسان کو خریداروں کی آئندہ نسلیں بھی اسی طرح یاد رکھیں گی۔ جس طرح کہ پنجاب میں قانون انتقال اراضی نافذ کرنے کی وجہ سے زمینداروں میں لارڈ کرزن کو یاد کیا جاتا ہے۔

نواب سکندر حیات خان صاحب کا شکریہ

اس سلسلہ میں آنریبل نواب سکندر حیات خان صاحب ریونیو ممبر نے بھی جس ہمدردی کا ثبوت دیا ہے۔ اس کا شکریہ الفاظ میں ادا کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ان کی ہمدردی نے واقعہ میں ہی خریداروں کو ہمیشہ کے لئے بچا لیا ہے۔ انہوں نے نہ صرف اپنے عہدہ کے لحاظ سے فرض شناسی سے کام لیا۔ بلکہ خریداروں کو ہمیشہ کے لئے ممنون احسان بنا لیا ہے۔ اگر خریداروں کے ساتھ ایسا فیاضانہ سلوک نہ کیا جاتا۔ تو ان کی تباہی اور بربادی میں کوئی کسر باقی نہ تھی۔

چوہدری محمد شریف صاحب وکیل منٹگمری

اس جگہ اگر میں جناب چوہدری محمد شریف صاحب وکیل منٹگمری کی سعی جمیلہ کا ذکر کر کے ان کا شکریہ ادا نہ کروں۔ تو ہم نہایت درجہ ناقدر شناس ہوں گے۔ چوہدری صاحب نے خریداروں کی حق رسی کے لئے فروری ۱۹۳۲ء میں کوشش شروع کی۔ آپ نے ہز ایکسی لنسی ڈی مانٹ مارنسی کی خدمت میں ایک میموریل جس پر بیسیوں خریداروں کے دستخط ثبت تھے۔ اور جس میں قریباً ایسی ہی رعایت کے لئے درخواست کی گئی تھی۔ جس کا گورنمنٹ نے مہربانی فرما کر اعلان کیا ہے بھیجا تھا۔ ہز ایکسی لنسی کو میموریل کی وجہ سے اس معاملہ کی طرف خاص دلچسپی پیدا ہو گئی۔ اور آپ نے جواب میں فرمایا۔ کہ فنانشل کمشنر صاحب بہادر کو اس معاملہ میں غور کرنے کے لئے توجہ دلائی گئی ہے۔ اس کے بعد چوہدری صاحب نے ذمہ دار افسروں سے ملاقات کی۔ اور آنریبل ریونیو ممبر اور مسٹر بورن صاحب سینیئر سیکرٹری فنانشل صاحب بہادر سے ملاقات کر کے خریداروں کی حالت بیان کی۔

مسٹر بورن سینیئر سیکرٹری فنانشل کمشنر

مسٹر بورن صاحب چونکہ نہر لوئر باری دوآب پر مہتمم بندوبست رہ چکے ہیں۔ اور وہ لوگوں کی حالت سے اچھی طرح واقف تھے انہوں نے نہایت ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ انہوں نے خریداروں کی کافی سے زیادہ امداد فرمائی ہے اس کے لئے ہم ان کے بہت بہت شکرگزار ہیں۔ اور ان کی مہربانی کو نہ صرف اس وقت تک جب تک کہ وہ پنجاب میں رہیں گے۔ یاد رکھیں گے۔ بلکہ ان کے بعد بھی ان کے لئے دعائیں نکلتی رہیں گی

اسی اثنا میں خاکسار نے ایک ٹریکٹ بعنوان "بیکسوں کی فریاد" شائع کیا۔ جو تمام ذمہ دار افسران اخبارات ممبران کونسل اور خریداروں سے ہمدردی رکھنے والے لوگوں کی خدمت میں بھیجا گیا۔ جب چوہدری صاحب نے وہ ٹریکٹ پڑھا۔ تو انہوں نے پھر ہز ایکسی لنسی گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں لکھا۔ کہ ان لوگوں کی حالت اس حد تک پہنچ چکی ہے۔ کہ اگر جلدی کوئی ان کے ساتھ فیاضانہ سلوک نہ کیا گیا۔ تو ان کی تباہی اور بربادی ایک لازمی امر ہے۔ پھر چوہدری صاحب آنریبل ریونیو ممبر صاحب کی خدمت میں دوبارہ گئے۔ اور توجہ دلائی۔ ان تمام کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تمام افسران نے نہایت ہمدردانہ غور فرما کر ایسا احسان کیا ہے۔ کہ خریدار کبھی فراموش نہیں کر سکیں گے۔ مجھے اتنا تفصیل سے لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن چونکہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ جس طرح مجھے علم ہے۔ کہ ہمارے حقیقی ہمدرد اور بہی خواہ کون کون لوگ ہیں۔ اور انہوں نے کتنی تکالیف ہماری خاطر گوارا فرمائی ہیں۔ اسی طرح ہمارے دوسرے خریدار بھائیوں کو پورا علم ہو جائے تاکہ جس طرح ہم یا وہ لوگ جن کو اس تمام معاملہ کا علم ہے۔ ہز ایکسی لنسی سر جیفری ڈی مانٹ مارنسی گورنر پنجاب۔ آنریبل نواب سکندر حیات خان صاحب ریونیو ممبر مسٹر بورن صاحب سینیئر سیکرٹری فنانشل کمشنر صاحب بہادر اور چوہدری محمد شریف صاحب وکیل منٹگمری کے شکرگزار رہے ہیں۔ تمام خریدار اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیں اور ان سب ہستیوں کا ایسے رنگ میں شکریہ ادا کریں۔ کہ ان کو معلوم ہو جائے۔ کہ جن لوگوں پر انہوں نے احسان کیا ہے۔ وہ اس قدر شکرگزار ہیں۔ کہ ہمیشہ ان کے زیر احسان رہیں گے اور انکو دعائیں دیتے رہیں گے

خاکسار غلام احمد چک 165/10R ڈاکخانہ جہانیاں ضلع ملتان

پیر صبح صادق علی شاہ صاحب جیل سے کا پیغام

مجھے یہ سنکر نہایت افسوس ہوا۔ کہ بعض اصحاب نے میری عدم موجودگی میں موقعہ پا کر میرے مقدمات کے اخراجات کے متعلق دھوکہ دیکر مریدین سے چندہ جمع کیا ہے۔ اور اس ناجائز ذریعہ پر کاربند ہیں۔ اس لئے ہر ایک مسلمان کو بذریعہ اعلان اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ میرے لئے کوئی چندہ وغیرہ ہرگز نہ دیا جائے

بذریعہ ڈاکٹر امام الدین جنرل سکرٹری میر پور

فہرست نومبایعین

نمبر	نام	پتہ
۲۰۴۶	والدہ مستری غلام حیدر صاحب	ضلع سیالکوٹ
۲۰۴۷	اللہ رکھا صاحب	〃 〃
۲۰۴۸	حوالدار محمد خان صاحب	راولپنڈی
۲۰۴۹	مولا داد خان صاحب	ضلع گجرات
۲۰۵۰	چراغ دین صاحب	جموں
۲۰۵۱	سراج الدین صاحب	لاہور
۲۰۵۲	تاج الدین صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۲۰۵۳	غلام حیدر صاحب	〃 〃
۲۰۵۴	نظام الدین صاحب	〃 〃
۲۰۵۵	برکت بی بی صاحبہ اہلیہ نظام الدین صاحب	ضلع جالندھر
۲۰۵۶	عبدالحی صاحب پسر	〃 〃
۲۰۵۷	نیاز محمد صاحب	ضلع ہوشیارپور
۲۰۵۸	جمال الدین صاحب	〃
۲۰۵۹	محمد حسین صاحب	ضلع گورداسپور
۲۰۶۰	بی بی صاحبہ بیوہ حکم الدین صاحب	〃 〃
۲۰۶۱	ہاجرہ صاحبہ زوجہ سردار صاحب	〃 〃
۲۰۶۲	اللہ رکھی صاحبہ	〃 〃
۲۰۶۳	سراج صاحب	〃 〃
۲۰۶۴	نصیباں صاحبہ بنت جھنڈو صاحب	〃 〃
۲۰۶۵	سردار بیگم صاحبہ بنت نور خان صاحب	〃 〃
۲۰۶۶	بھاگی صاحبہ والدہ خیر الدین صاحب	〃 〃
۲۰۶۷	خوشی محمد صاحب	〃 〃
۲۰۶۸	فتح بی بی صاحبہ بنت خدا بخش صاحب	〃
۲۰۶۹	سلطان بی بی صاحبہ	〃
۲۰۷۰	ابراہیم صاحب	〃
۲۰۷۱	حشمتے بی بی صاحبہ	〃
۲۰۷۲	برکت علی صاحب	〃
۲۰۷۳	کیموں صاحبہ زوجہ حسین صاحب	〃
۲۰۷۴	حسین بی بی صاحبہ بنت بڈھا صاحب	〃
۲۰۷۵	برکت اللہ صاحب	〃
۲۰۷۶	کریم بی بی صاحبہ بنت حسین بخش صاحب	〃
۲۰۷۷	غلام فاطمہ صاحبہ زوجہ خیر الدین صاحب	〃
۲۰۷۸	نور النساء صاحبہ دختر محمد خان صاحب	〃
۲۰۷۹	خورشید بیگم صاحبہ بنت غلام علی صاحب	〃
۲۰۸۰	اللہ رکھی صاحبہ دختر ابراہیم صاحب	

نمبر	نام	پتہ
۲۰۸۱	ابراہیم صاحب	ضلع گورداسپور
۲۰۸۲	اسماعیل صاحب	〃 〃
۲۰۸۳	دین محمد صاحب	〃 〃
۲۰۸۴	لال دین صاحب	〃 〃
۲۰۸۵	غلام نبی صاحب	〃 〃
۲۰۸۶	مستقیم صاحب	〃 〃
۲۰۸۷	فضل صاحب	〃 〃
۲۰۸۸	عنایت اللہ صاحب	〃 〃
۲۰۸۹	عبدالعزیز صاحب	〃 〃
۲۰۹۰	ہدایت صاحبہ	〃 〃
۲۰۹۱	عبدالحق صاحب	〃 〃
۲۰۹۲	مہتاب بی بی صاحبہ بنت پیراں بخش صاحب	ضلع گورداسپور
۲۰۹۳	سرداراں بیگم صاحبہ بنت علی گوہر صاحب	〃 〃
۲۰۹۴	نظام الدین صاحب	〃 〃
۲۰۹۵	محمد علی صاحب	〃 〃
۲۰۹۶	فاطمہ صاحبہ زوجہ غلام الدین صاحب	〃 〃
۲۰۹۷	سلطان بی بی صاحبہ والدہ محمد خان صاحب	〃 〃
۲۰۹۸	نذیراں بی بی صاحبہ دختر 〃	〃 〃
۲۰۹۹	محمد بی بی صاحبہ زوجہ 〃	〃 〃
۲۰۰۰	کرم الٰہی صاحب	〃 〃
۲۱۰۱	محمد لطیف صاحب	〃 〃
۲۱۰۲	دولتے صاحبہ والدہ قادر بخش صاحب	〃 〃
۲۱۰۳	محمد بخش صاحب	〃 〃
۲۱۰۴	سرداراں بیگم صاحبہ دختر محمد جان صاحب	〃 〃
۲۱۰۵	سرداراں بیگم صاحبہ بنت محمد بخش صاحب	〃 〃
۲۱۰۶	عبدالمجید صاحب	〃 〃
۲۱۰۷	برکت بی بی صاحبہ بنت جھنڈا صاحب	〃 〃
۲۱۰۸	کرم الٰہی بیگم صاحبہ زوجہ نتھے خان صاحب	〃 〃
۲۱۰۹	محمودہ بیگم صاحبہ دختر نتھے خان صاحب	〃 〃
۲۱۱۰	مقصودہ بیگم صاحبہ	〃 〃
۲۱۱۱	رشیدہ بیگم صاحبہ بنت محمد اسد اللہ صاحب	〃 〃
۲۱۱۲	عائشہ بی بی صاحبہ بنت احمد بخش صاحب	〃 〃
۲۱۱۳	امیر بی بی صاحبہ	〃 〃
۲۱۱۴	حشمتے بی بی صاحبہ	〃 〃
۲۱۱۵	برکت علی صاحب	〃 〃

نمبر	نام	پتہ
۲۱۱۶	شیخ محمد صاحب	ضلع گورداسپور
۲۱۱۷	عمر الدین صاحب	〃 ہوشیارپور
۲۱۱۸	نواب الدین صاحب	〃 گورداسپور
۲۱۱۹	دین محمد صاحب	〃 〃
۲۱۲۰	بلاقی صاحب	〃 〃
۲۱۲۱	اللہ رکھا صاحب	〃 〃
۲۱۲۲	فاطمہ صاحبہ بنت عبدالرحیم صاحب	〃 〃
۲۱۲۳	شاہ محمد صاحب	〃 〃
۲۱۲۴	رحیم بی بی صاحبہ	〃 〃
۲۱۲۵	عائشہ صاحبہ زوجہ اللہ بخش صاحب	〃 〃
۲۱۲۶	ابراہیم صاحب	〃 〃
۲۱۲۷	فقیر محمد صاحب	〃 〃
۲۱۲۸	محمد ابراہیم صاحب	〃 〃
۲۱۲۹	حفیظ اللہ صاحب	حیدرآباد سندھ
۲۱۳۰	شیخ غلام محمد صاحب	ضلع گورداسپور
۲۱۳۱	رشیدہ بیگم صاحبہ بنت فیروز الدین صاحب	جالندھر
۲۱۳۲	محمد اسماعیل صاحب	〃 گورداسپور
۲۱۳۳	شکیلہ خاتون صاحبہ بنت شاہ محمد توحید صاحب	گیا
۲۱۳۴	صالحہ بیگم صاحبہ بیوہ سید ارادت حسین صاحب	〃
۲۱۳۵	شیخ عبدالرحیم صاحب	پوری
۲۱۳۶	شیخ منور صاحب	مونگھیر
۲۱۳۷	شکر الدین صاحب	دہلی
۲۱۳۸	رحمی صاحبہ زوجہ نذیر صاحب	ضلع گورداسپور
۲۱۳۹	محمد سعی صاحب	〃 گجرات
۲۱۴۰	غلام محمد صاحب	〃 〃
۲۱۴۱	خدا بخش صاحب	سندھ
۲۱۴۲	نجل خاتون صاحبہ	〃
۲۱۴۳	عالم خاتون صاحبہ	
۲۱۴۴	حبیب سلطانہ صاحبہ اہلیہ کپتان ناشی خان صاحب	〃
۲۱۴۵	بی بی کٹی صاحبہ زوجہ عبداللہ صاحب	〃
۲۱۴۶	محمد شفیع صاحب	ضلع لائل پور
۲۱۴۷	اہلیہ ماسٹر نور محمد صاحب	〃 ہوشیارپور
۲۱۴۸	حکیم احمد الدین صاحب	〃 شیخوپورہ
۲۱۴۹	احمد صاحب	افغانستان
۲۱۵۰	محمد الدین صاحب	بہاول نگر
۲۱۵۱	نور بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری اللہ بخش صاحب	ضلع لاہور
۲۱۵۲	فتح محمد صاحب	ضلع گورداسپور
۲۱۵۳	رابعہ صاحبہ	〃 〃
۲۱۵۴	اللہ بخش صاحب	〃 〃

نمبر	نام	پتہ
۲۱۵۵	فضل بی بی صاحبہ	ضلع گورداسپور
۲۱۵۶	محمد الدین صاحب	〃 جہلم
۲۱۵۷	محمد علی صاحب	〃 جالندھر
۲۱۵۸	احمد علی صاحب	〃 〃
۲۱۵۹	انور علی صاحب	〃 〃
۲۱۶۰	والدہ صاحبہ محمد علی صاحب	〃 〃
۲۱۶۱	محمد بشیر صاحب	〃 گورداسپور
۲۱۶۲	نواب خان صاحب	〃 〃
۲۱۶۳	غلام حیدر خان صاحب	〃 〃
۲۱۶۴	صادق علی خان صاحب	〃 〃
۲۱۶۵	احمد خان صاحب	〃 〃
۲۱۶۶	عبداللطیف صاحب	〃 〃
۲۱۶۷	امیر النساء صاحبہ زوجہ غلام حیدر صاحب	〃
۲۱۶۸	دلدار خان صاحب	〃 〃
۲۱۶۹	کریم بخش صاحب	〃 〃
۲۱۷۰	رحمت علی صاحب	〃 ہوشیارپور
۲۱۷۱	فتح الدین صاحب	〃 جالندھر
۲۱۷۲	نظام الدین صاحب	〃 〃
۲۱۷۳	نکا صاحب	〃 〃
۲۱۷۴	چوہدری علی اکبر صاحب	〃 سیالکوٹ
۲۱۷۵	چوہدری علی گوہر صاحب	〃 〃
۲۱۷۶	چوہدری محمد حسین صاحب	〃 〃
۲۱۷۷	نذیر حسین صاحب	〃 〃
۲۱۷۸	عبدالمجید صاحب	〃 گورداسپور
۲۱۷۹	احمد نواز خان صاحب	ڈیرہ اسمٰعیل خان
۲۱۸۰	محمد قاسم صاحب	بلوچستان
۲۱۸۱	گلزار خان صاحب	ضلع آگرہ
۲۱۸۲	امیر خان صاحب	〃 〃
۲۱۸۳	چوہدری اللہ دتا صاحب	〃 سیالکوٹ
۲۱۸۴	کالا خان صاحب	پشاور
۲۱۸۵	عاجز خان صاحب	〃 سیالکوٹ
۲۱۸۶	عبدالجبار صاحب	〃 جالندھر
۲۱۸۷	نواب نور صاحبہ	〃 امرتسر
۲۱۸۸	رحمت نور صاحبہ	〃 〃
۲۱۸۹	زینب نور صاحبہ	〃 〃
۲۱۹۰	محمد رمضان صاحب	〃 شاہ پور
۲۱۹۱	نور محمد صاحب	〃 جموں
۲۱۹۲	امام الدین صاحب	لاڑکانہ سندھ
۲۱۹۳	ہاجرہ خاتون صاحبہ	〃

(باقی)

سودیشی اشیاء استعمال کرو!
342
بعض گھر بلو ادویات ولایت سے مختلف ناموں سے بنکر ہندوستان میں لاکھوں روپوں کی اسواسطے بک جاتی ہیں کہ غلطی سے لوگ یہ جانتے ہیں کہ ان کے مقابل کی دیسی ادویات موجود نہیں ہیں امرت دہارا اوشدھالیہ میں ان کے مقابل کی اشیاء تیار رہتی ہیں اور وہ ان کا انکو ہمیشہ استعمال میں رکھتے ہیں اناظرین کو چاہیئے کہ وہ بھی انکو نہ صرف خود استعمال کراویں۔ بلکہ دوسروں کو اس کی خبر پہنچا دیں۔
امرت دہارا لوشن
یہ گلے حلق اور ناک وغیرہ کی امراض کیواسطے لوشن ہے جو لسٹرین کی طرح استعمال ہو سکتا ہے گلے کے واسطے اور تقویت دندان کے واسطے عجیب چیز ہے
قیمت ایک روپیہ ۱عہ
امرت دہارا مرہم
جرمنیوں وغیرہ کی مرہمیں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہیں زخم کو بہت جلدی صاف کر کے بھر لاتی ہے ہمیشہ گھر میں رکھنی چاہیئے
قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ عہ
دیسی لوشن
آنکھوں کے واسطے بنک لوشن وغیرہ کی بجائے اسکو استعمال کریں سرخی درد جلن۔ دھند غبار کا اکسیر لوشن ہے
قیمت فی شیشی ایک روپیہ عہ
آرام جان
بیچم پلز وغیرہ قبض اکثار بیسیوں اشیاء آ رہی ہیں۔ آرام جان ان سب کا مقابلہ کر سکتی ہے کیونکہ ان گولیوں سے بافراغت پاخانہ ہوتا ہے اور دائمی قبض دور ہو کر طاقت بڑھتی ہے
قیمت ۳۲ گولی ایک ڈبیہ
امرت دہارا لوزنجز
ولایت سے پیپرمنٹ کی گولیاں ٹکیہ یا جاپان سے جنتان وغیرہ آتا ہے اس کے مقابلہ میں ان ٹکیوں کا استعمال کریں بچے بوڑھے جوان مرد عورت سب استعمال کر سکتے ہیں!
قیمت ایک ٹکیہ چار آنے (۴)
دت سالٹ
جو لوگ سالٹ پینے کے عادی ہیں وہ دت سالٹ کو ہمیشہ کے لئے استعمال کر سکتے ہیں!
قیمت دس تولہ ایک روپیہ ۱عہ
امرت دہارا صابن
ولایتی کاربالک سیلفر سوپ وغیرہ سے بھی اسواسطے بہتر ہے کہ جلدی امراض کے علاوہ روزانہ استعمال کا خوشبودار اعلیٰ صابن بھی ہے
قیمت فی بکس تین ٹکیہ چودہ آنے ۱۲
میسفوڈین
ٹنکچر آیوڈین ایک عام فائدہ کی چیز ہے ویسے ہی فائدہ کیواسطے یہ ٹنکچر دیسی ادویہ سے تیار کیا گیا ہے!
قیمت ایک روپیہ
امرت دہارا بام
بام یا ایمبروکیشن کئی طرح کے ولایت سے آتے ہیں یہ ان سب سے بہتر و مفید ہے اس کی مالش سے بدن کی دردیں دور ہوتی ہیں
قیمت ایک روپیہ عہ
خط و کتابت و تار کیلئے پتہ امرت دہارا ۹۳ لاہور
المشتہر مینیجر امرت دہارا اوشدھالیہ امرت دہارا بھون امرت دہارا روڈ۔ امرت دہارا ڈاکخانہ لاہور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

الہ آباد مصالحت کانفرنس کا اجلاس ۳ نومبر کو شروع ہوا ایک سو سے زیادہ ڈیلیگیٹ کانفرنس میں شریک تھے۔ مولانا شوکت علی کی تجویز اور پنڈت مدن موہن مالویہ کی تائید سے مسٹر وجے راگھو اچاریہ کو صدر بنایا گیا۔ صاحب صدر نے اپنی تقریر میں کہا کہ اس معاہدہ میں جو تحفظات مختلف فرقوں کو دیئے جائینگے دس سال کے بعد ختم ہو جائیں گے۔ کانفرنس میں بنگال کے سکھ لیڈروں نے مطالبہ پیش کیا کہ چونکہ ہماری آبادی پچاس ہزار ہے۔ یعنی یورپینوں کی آبادی سے دگنی اس لئے بنگال کونسل میں ہمیں بھی نمائندگی ملنی چاہیئے۔ پنجاب کے ہندوؤں نے سکھوں کے اس مطالبہ کی حمایت کی۔ اس کے بعد مختلف فرقوں کے درمیان اتحاد کے ذرائع پر غور کرنے کے لئے تقریباً بیس ڈیلیگیٹوں پر مشتمل ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی۔ ۴ نومبر کی اطلاع ہے کہ فرقہ وار گفت و شنید نہایت نازک مرحلہ پر پہنچ گئی ہے اور فضاء میں سخت مایوسی پھیلی ہوئی ہے۔ پنجاب کا سوال مصالحت کے راستہ میں چٹان ثابت ہو رہا ہے جس سے گفت و شنید کا سفینہ ٹکرا کر پاش پاش ہو جائیگا۔ ممبروں میں شدید اختلاف ہے سکھ اپنے مطالبات پر اڑے ہوئے ہیں مسلمان اپنے حقوق پر بضد ہیں۔ غرض مصالحت کانفرنس کی ناکامی بالکل عیاں ہے۔

اعلیٰ حضرت نظام حیدر آباد کی چھیالیسویں سالگرہ ۱۳۵۱ھ کو حیدر آباد میں نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منائی گئی۔

آئی سی ایس کے امتحان کے متعلق ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ وزیر ہند با جلاس کونسل نے فیصلہ کیا ہے کہ ہندوستان میں اس امتحان کے اختیاری ورنیکلر لٹریچر کے متعلق مختلف زبانوں کی فہرست میں پنجابی کو بھی شامل کر دیا جائے۔

آئر لینڈ کے گورنر جنرل مسٹر جیمز میکنیل اپنے عہدہ سے دست بردار ہو کر وائسرایگل لاج کو چھوڑ گئے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اب اس عہدہ پر مسٹر ڈی ویلرا کے دوست ڈاکٹر آر پی فرنان کو مقرر کیا جائیگا۔

کانگڑہ ویلی ریلوے کی تعمیر کا ٹھیکہ ڈرل اینڈ کمپنی نے لیا تھا۔ اختتام ٹھیکہ کے بعد کمپنی اور سکرٹری آف سٹیٹ کے درمیان ٹھیکہ کے نرخ پر تیس لاکھ روپیہ کی رقم کے متعلق اختلاف ہو گیا۔ کمپنی ٹھیکہ کے حساب سے تیس لاکھ روپیہ زیادہ مانگتی تھی جو سکرٹری آف سٹیٹ منظور نہیں کرتے تھے۔ آخر متنازعہ فیہ رقم میں سے کمپنی نے ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ کا دعویٰ لاہور میں دائر کر دیا اور اٹھائیس لاکھ تیس ہزار کا دعویٰ کانگڑہ کی عدالت میں اور درخواست کی کہ ٹھیکہ کے قواعد کے مطابق یہ جھگڑا ثالثوں کے سپرد کیا جائے۔ آخر دونوں عدالتوں نے فیصلہ دیدیا کہ ۱۵ دسمبر تک فریقین باہمی رضامندی سے ایک ثالث نامزد کر لیں جو رقم کے متعلق فیصلہ کرے۔ اور اگر اس تاریخ تک فریقین نے باہمی رضامندی سے کسی ثالث کو نامزد نہ کیا تو عدالت خود ثالث مقرر کر دیگی

سر علی امام کی وفات پران کی بیگم صاحبہ کو بے شمار تعزیت کے مکتوب موصول ہوئے جن میں وائسرائے لیڈی ولنگڈن گاندھی جی۔ نواب صاحب بھوپال۔ مہاراجہ کرشن پرشاد۔ وزیر اعظم ریاست حیدر آباد دکن۔ سر سالار جنگ۔ سر عبد الرحیم۔ لیڈی شفیع بیگم شاہ نواز۔ راجہ نریندر ناتھ۔ مہاراجہ دربھنگہ اور سر عبد اللہ سہروردی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

کینن بارن لاہور کے نئے بشپ مقرر ہوئے ہیں۔ آپ لاہور کے پانچویں بشپ ہیں۔

صدر امریکہ پریزیڈنٹ ہوور کی سپیشل ٹرین کو یکم نومبر تباہ کرنے کی ایک کوشش عمل میں لائی گئی۔ مگر ریلوے کے حکام کی بروقت آگاہی سے یہ حادثہ ظہور پذیر نہ ہوا۔

حکومت بمبئی کے گزٹ میں ایک مسودہ قانون شائع ہوا ہے جس کا مقصد حکومت کو اسی طرح کے اختیارات دینا ہے جیسے خاص اختیارات کے آرڈیننس میں دیئے گئے ہیں۔ اس مسودہ قانون میں حکومت کو یہ بھی اختیار دیا گیا ہے۔ کہ مشتبہ اشخاص کو گرفتار کر کے زیر حراست رکھ سکے اور آمد و رفت کے ذرائع نیز ڈاکخانہ وتار گھر کے انتظامات پر قابو رکھ سکے اغراض و مقاصد کی ذیل میں بیان کیا گیا ہے کہ اس مسودۂ قانون سے غرض یہ ہے کہ سول نافرمانی کی تحریک کے مقابلہ کے لئے حکومت کے پاس تمام ضروری اختیارات محفوظ رہ سکیں۔

اخبار زمیندار نے ۴ نومبر کو گالیوں کا پلندہ "قادیان نمبر" شائع کیا ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اختر علی ابن ظفر علی بعارضہ سل بہت زیادہ بیمار ہو گیا ہے۔ کھانسی بڑھ گئی ہے بلغم کے ساتھ تین چار مرتبہ خون بھی خارج ہوا۔ انجکشن بھی کرایا گیا۔ لیکن اس سے سخت تکلیف ہو رہی ہے۔ نیز بخار بھی ہو گیا ہے۔ زمیندار کو اللہ تعالیٰ کی قہری تجلیات سے خوف کرنا چاہیئے۔

زنانہ لیڈی ارون کالج دہلی کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ ۱۰ نومبر سے اپنا کام شروع کر دیگا۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور لائق عملہ کا انتظام کر لیا گیا ہے۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ کے قومی خزانہ میں موجودہ مالی سال کے پہلے چار مہینوں کے میزانیہ میں ۶۲۹ ملین ڈالر کا خسارہ دکھایا گیا ہے۔

واشنگٹن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ امریکہ میں اس وقت ایک کروڑ ۹ لاکھ بے روزگار اشخاص ہیں۔

جنوبی افریقہ کی گورنمنٹ نے بیکار گوروں کی امداد کے لئے پانچ لاکھ پونڈ منظور کئے ہیں۔ اس سلسلہ میں گورنمنٹ ہند نے کہا ہے کہ اس روپیہ سے ہندوستانیوں کو بھی مستفید ہونے کی اجازت دی جائے۔

بھڑوچ میونسپلٹی (بمبئی) ایک سال کے لئے اس بناء پر معطل کر دی گئی ہے کہ کمیٹی اور سکول بورڈ نے اپنی پوزیشن سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے سکولوں کے طلباء اور سٹاف کے قابل اعتراض سیاسی مظاہروں میں حصہ لینے کی حوصلہ افزائی کی اور باوجود تنبیہ کے اپنے رویہ میں تبدیلی پیدا نہ کی۔

گورو رام داس کاٹن ملز امرتسر میں جس کے مالک سردار سندر سنگھ ہیں ۴ نومبر آگ لگ گئی۔ تقریباً تین لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔ گذشتہ سال بھی اس کارخانہ کو آگ لگ گئی تھی اور اس وقت نقصان کی رقم بیمہ سے پوری کی گئی تھی۔

لروٹ جیمل سنگھ ضلع گورداسپور کے فرقہ وارانہ فساد میں عدالت ماتحت نے ۲۷ ہندوؤں کو سزا دی تھی۔ اپیل کرنے پر سشن جج شمبو مل صاحب نے ۲۴ ملزموں کو بری کر دیا اور باقی تین کی سزائے قید میں تخفیف کر دی۔ ماتحت عدالت نے ملزموں کو دو سال تک مختلف میعاد قید کی سزائیں دی تھیں۔

پشاور تھانہ کی عمارت کے اندر ڈائنامائیٹ کے ایک کارتوس کی برآمد کے بعد تھانہ صدر کا تمام عملہ جن میں اسسٹنٹ سب انسپکٹر بھی شامل ہے معطل کر دیا گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ خاکروب نے کارتوس کو اچانک اٹھا لیا اور وہ اسے دیکھ رہا تھا کہ پھٹ گیا جس سے وہ اور ڈیوٹی پر تعینات پولیس مین مجروح ہو گئے۔

ہندوستانی ریلوں کے متعلق چیف کمشنر اور فنانشل کمشنر ریلوے کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۳۲-۱۹۳۱ء میں محکمہ ریلوے کو نو کروڑ روپیہ کا خسارہ ہوا۔ حالانکہ اس سے پہلے سال میں خسارہ کی رقم ۵ کروڑ روپیہ تھی۔ خسارہ کی بڑی وجہ ٹریفک کی آمدنی میں کمی کا واقع ہونا بیان کی جاتی ہے

سٹیٹسمین کلکتہ کے ایڈیٹر پر قاتلانہ حملہ کرنے کے سلسلہ میں اس وقت تک چھ بنگالی نوجوان گرفتار کئے جا چکے ہیں اور ان کے خلاف مقدمہ کی سماعت شروع ہے۔

دہلی میونسپلٹی کی دو خالی نشستوں کو پر کرنے کے لئے جن دو اچھوتوں کو منتخب کیا گیا تھا۔ ان کے انتخاب کے متعلق گزٹ میں باضابطہ اعلان ہو گیا ہے۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان ہی سے شائع کیا۔ ایڈیٹر:- غلام نبی